احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے

ماہنامہ

مصباح

نومبر 2016 ء نبوت 1395 ہش

مدیر: مرزا خلیل احمد قمر

احمدی مستورات کی تعلیم و تربیت کے لئے

ماھنامہ

مصباح

مدیر
مرزا خلیل احمد قمر

نبوت 1395 ہش نومبر 2016ء
جلد نمبر ------- 89/64
شمارہ نمبر ------- 11

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ مصباح
چناب نگر (ربوہ) ضلع چنیوٹ
پبلشر، پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

قیمت فی شمارہ: .... 25 روپے
سالانہ چندہ پاکستان: ...... 300 روپے

PH: 0092-047-6211064
E.Mail:.officemisbah@yahoo.com
www.misbah-lajnapk.org

فہرست مضامین مصباح نومبر 2016ء

قال اللہ تعالیٰ

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔ (البقرہ:187)

اور تمہارے رب نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔ (المومن:61)

اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور مخفی طور پر پکارتے رہو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (الاعراف:56)

اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اسے ان (ناموں) سے پکارا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارہ میں کج روی سے کام لیتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے رہے اس کی انہیں ضرور جزا دی جائے گی۔ (الاعراف:181)

قال الرسول ﷺ

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کوئی چیز دعا سے زیادہ معزز اور باعث تکریم نہیں ہے۔ (جامع ترمذی کتاب الدعوات)

☆ حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **الدعا مخ العبادة** دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

☆ حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: **الدعاء هو العبادة** دعا عبادت ہے۔ (جامع ترمذی کتاب التفسیر)

☆ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا اس کے لئے رحمت کا دروازہ کھولا گیا۔ (جامع ترمذی کتاب الدعوات)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الدعا)

☆ حضرت سلیمان فارسی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔ یعنی صدق دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ رد نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے۔ (جامع ترمذی کتاب الدعوات)

ارشادات عالیہ

دعا ایک موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے:

''معرفت حاصل نہیں ہوسکتی جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اور نہ مفید ہوسکتی ہے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور فضل کے ذریعہ سے معرفت آتی ہے۔ تب معرفت کے ذریعہ سے حق بینی اور حق جوئی کا ایک دروازہ کھلتا ہے اور پھر بار بار فضل سے ہی وہ دروازہ کھلا رہتا ہے اور بند نہیں ہوتا۔ غرض معرفت فضل کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور پھر فضل کے ذریعہ سے ہی باقی رہتی ہے۔ فضل معرفت کو نہایت مصفّٰی اور روشن کر دیتا ہے اور حجابوں کو درمیان سے اٹھا دیتا ہے اور نفس امارہ کے گرد وغبار کو دور کر دیتا ہے اور روح کو قوت اور زندگی بخشتا ہے اور نفس امارہ کو امارگی کے زندان سے نکالتا ہے اور بدخواہشوں کی پلیدی سے پاک کرتا ہے اور نفسانی جذبات کے تند سیلاب سے باہر لاتا ہے۔ تب انسان میں ایک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی گندی زندگی سے طبعاً بیزار ہو جاتا ہے کہ بعد اس کے پہلی حرکت جو فضل کے ذریعہ سے روح میں پیدا ہوتی ہے وہ دعا ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں۔ کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے روح میں پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔''

اداریہ

دعا

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

عربی زبان میں دعا کے لغوی معنی پکار کے ہیں۔ دعا کے علاوہ ایک دوسرا لفظ نداء بھی موجود ہے۔ نداء دور سے پکارنے کو کہتے ہیں اور دعا قریب سے پکارنے کو گویا دعا کے لفظ کے اندر ہی خدا تعالیٰ کے قریب ہونے کا مفہوم موجود ہے۔ بچے کو تکلیف پہنچتی ہے تو بے ساختہ ماں کو پکارتا ہے انسان گرفتار بلا ہوتا ہے تو بے ساختہ خدا کو بلاتا ہے۔ دعا ہر حالت عسر و یسر میں مانگنی چاہئے اور کسی وقت بھی دعا سے غافل نہیں ہونا چاہئے دعا کی توفیق بھی خدا سے ہی مانگنی چاہئے حضرت مسیح موعود نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے نام مکتوب میں دعا کی تلقین کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

''دعا بہت کرتے رہو اور عاجزی کو اپنی خصلت بناؤ۔ جو صرف رسم اور عادت کے طور پر زبان سے دعا کی جاتی ہے یہ کچھ بھی چیز نہیں۔...... جب دعا کرو تو بجز صلوٰۃ فرض کے یہ دستور رکھو کہ اپنی خلوت میں جاؤ اور اپنی ہی زبان میں نہایت عاجزی کے ساتھ جیسے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ ہوتا ہے خدائے تعالیٰ کے حضور میں دعا کرو کہ اے رب العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت رحیم و کریم ہے اور تیرے بے نہایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال

تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جاوے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین

''اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مولانا نورالدین صاحب کو ان کے صاحبزادے کی وفات پر ایک تعزیتی مکتوب میں (اگست 1885ء میں) اس دعا کی طرف کمال انکساری سے توجہ دلاتے ہوئے تحریر فرمایا کہ ''یہ دعا اس عاجز کے معمولات میں سے ہے اور درحقیقت اس عاجز کے مطابق حال ہے۔'' نیز تحریر فرمایا کہ مناسب ہے کہ بروقت اس دعا کے فی الحقیقت دل کے کامل جوش سے اپنے گناہ کا اقرار اور اپنے مولیٰ کے انعام و اکرام کا اعتراف کرے کیونکہ صرف زبان سے پڑھنا کچھ چیز نہیں جوش دلی چاہئے اور رقت اور گریہ بھی۔ دعا کا طریق حضور نے یہ بیان فرمایا ''رات کے آخری پہر میں اٹھو اور وضو کرو اور چند دوگانہ اخلاص سے بجالاؤ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو۔

''اے میرے محسن اور اے میرے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بیشمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس گناہ سے نجات بخش کہ بجز تیرے کوئی چارہ گر نہیں۔'' آمین ثم آمین

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی جناب سے بہت زیادہ دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اور خدا سے ہم خدا کی محبت کے طلبگار رہوں۔ آمین

پاکیزہ منظوم کلام

دیں کے غموں نے مارا اب دل ہے پارہ پارہ
دِلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا یہی ہے

ہم مر چکے ہیں غم سے کیا پوچھتے ہو ہم سے
اس یار کی نظر میں شرطِ وفا یہی ہے

برباد جائیں گے ہم گر وہ نہ پائیں گے ہم
رونے سے لائیں گے ہم دل میں رجا یہی ہے

وہ دن گئے کہ راتیں کٹتی تھیں کر کے باتیں
اب موت کی ہیں گھاتیں غم کی کتھا یہی ہے

جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربتِ تلاقی حرص و ہوا یہی ہے

شُکرِ خدائے رحماں! جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے

کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دِلبر بہت ہیں دیکھے دِل لے گیا یہی ہے

افاضات

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

جب بندہ گمراہی کو چھوڑ کر نیکی کی راہ پر چلتا ہے تو وہ خدا سے خوش اور خدا اس سے راضی ہو جاتا ہے یہی حقیقی عید ہے

دعا، صدقہ، نماز اور استغفار دل کی غفلت کو دور کرنے کا بہترین علاج ہیں

تمام طاقتیں، استعدادیں اور سوچیں اطاعت وعبادت میں خرچ کرو گے تو خدا کا پیار حاصل کرنے والے بنو گے

خطبہ عید الاضحی فرمودہ 13 ستمبر 2016ء بمقام بیت الفتوح (لندن) کا خلاصہ

حضور انور نے فرمایا: ہم اس بات کو قرآن کریم میں پڑھتے ہیں ہماری تقریروں اور خطبات میں بار بار ذکر ہوتا ہے میں نے بھی دسیوں مرتبہ اس حوالہ سے بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی غرض اللہ تعالیٰ کی کامل بندگی اختیار کرنا اور اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ خدا کا حق ادا کرنا ہے۔ عبادت دل کی گہرائیوں سے پیار اور محبت سے کریں اس کو بوجھ نہ سمجھیں۔ یہ عبادت خالص خدا تعالیٰ کے لئے ہو۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بیشمار مخلوق پیدا کی ہے جو اس کی کامل فرمانبرداری کرتے ہوئے وہی کرتی ہے جو اس کو حکم دیا گیا جبکہ انسان کو خدا تعالیٰ نے اپنی عبادت اور کامل عبادت کے لئے پیدا کیا اور وہی ایک مخلوق ہے جس کو نیکی اور بدی میں سے ایک راستہ اختیار کرنے کا حق دیا گیا اور ایک انسان ہی ہے جو خدا تعالیٰ کے راستہ کو چھوڑ کر گمراہی کو اختیار کر لیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: دنیا میں کتنے انسان ہیں اور بہت سے ہیں جو دین پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اگر نمازوں کے اعداد وشمار اکٹھے کئے جائیں تو یہی پتا چلتا ہے کہ بہت تھوڑی تعداد ہے جو عبادت کرتی ہے اور پھر ان میں سے بھی بہت سے ایسے ہیں جو صرف رسمی طور پر نماز ادا کرتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ دوسری مخلوق تو خدا کی فرمانبردار ہے لیکن انسان جس کو عقل اور دماغ دیا گیا ہے وہ اس کامل فرمانبرداری کو اختیار نہیں کرتا۔ بہت تھوڑی تعداد ہے جو عمل کر کے اپنے مقصد پیدائش کو سمجھتے ہوئے کامل تذلل، خشوع وخضوع دکھاتے ہوئے محبت اور پیار سے خدا کی عبادت بجالاتی ہو۔ حالانکہ اسی کام کے لئے خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور پھر اس کا اجر دینے کا بھی وعدہ کیا۔

حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے انسان کو نیکی اور بدی کی پہچان بھی عطا کی ہے، اس کی طاقت اور مادہ بھی عطا کیا ہے اور پھر اس کی مدد کے واسطے آسمانی ہدایت کے لئے بار بار راہنما بھی بھیجے تا کہ وہ انسان کی رہنمائی کریں۔ اور اسی

لئے اس کو اطاعت و فرمانبرداری پر اجر اور نافرمانی پر سزا کا اعلان بھی کیا ہے۔ اگر اطاعت کے دائرے میں رہو گے تو انعامات کے وارث بنو گے اگر نہیں کرو گے تو سزا ہو گی۔ جو کامل اطاعت اختیار کرتا ہے وہ خدا کا پیار حاصل کرتا ہے اور جو اطاعت نہیں کرتا وہ عبودیت سے نکل کر شیطان کا بندہ بن جاتا ہے اور سزا کا مورد بنتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے دوسری مخلوقات کی نسبت انسان کو طاقت، استعداد اور دماغ عطا فرمایا تا کہ وہ تمام طاقتیں، استعدادیں اور سوچیں اطاعت و عبادت میں خرچ کر کے خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والا بن سکے۔

حضور انور نے فرمایا: انسان کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اور دنیاوی کششیں بھی کھینچتی ہیں اور نیکی کے راستے پر چلنے والے کے سامنے بھی بعض آزمائشیں بن کر ایسی چیزیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ قدم قدم پر ایسی چیزیں ہیں جو نیکی پر چلنے والے کو دوسرے راستے کی طرف کھینچتی ہیں جو مقصد پیدائش سے روکنے والی ہوتی ہیں۔

حضور انور نے سورۃ ال عمران کی آیات 194 اور 195 کی تلاوت اور ترجمہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اس نے اس دور میں بھی دنیا کی صحیح رہنمائی کے لئے حضرت مسیح موعود کو بھیجا اور ہمیں آپ کو ماننے کی توفیق ملی۔ اور یہ زمانہ بھی عید کا زمانہ ہے۔ کیونکہ لوگ اس کا انتظار کرتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: ان آیات میں یہی سکھایا گیا ہے کہ ہم میں شیطان سے محفوظ رہنے کی طاقت نہیں ہے اے اللہ تو ہی ہمیں شیطان سے محفوظ رکھتے ہوئے ایمان پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں کہ ہم ایمان میں آگے بڑھ سکیں۔ تو ہماری برائیوں اور بدیوں کو اس طرح سے مٹا دے کہ جیسے وہ ہیں ہی نہیں۔ اور جب ہم تیرے حضور حاضر ہوں تو نیکیوں میں بڑھنے والے ہو کر تیرے حضور حاضر ہوں۔ ہم کبھی شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ یہ دعا ہی ہے جو ہمیں نیکیوں کی طاقت عطا فرمائے گی۔ حضور انور نے فرمایا: اس میں قیامت کے دن رسوا اور ذلیل نہ ہونے کی دعا ہے۔ خدا تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا اس نے جو وعدہ کیا وہ پورا کرے گا۔ لیکن اس کے فیوض پانے کے لئے ایسے اعمال بجالانے ہوں گے جو اس کے احکامات کے تابع ہوں۔ قیامت تک اس کے راستے سے ہٹنے والے نہ ہوں۔ ہر لحہ اپنے مقصد پیدائش کو پورا کرنے والے ہوں۔ اس کی حقیقی بندگی کو اختیار کرنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: اس دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو بھیجا آپ نے اس دور میں دنیا کی تربیت کرنے کے لئے نصائح بھی کی ہیں۔ ان میں چند ایک آج بھی بیان کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ نرمی سے خدا کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں آسمانی نور سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ہمیں مسابقت کی روح سے اور جوش کے ساتھ معرفت میں آگے

بڑھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہئے۔ ہر قسم کی سستی اور کسل سے بچنا ہوگا۔ جو شخص وضو مشکل سے کرتا ہے وہ نماز تہجد کیسے ادا کرسکتا ہے۔ فرمایا کہ خدا کی طرف جانے والا رستہ ایسا مشکل ہے جیسے کہ زندہ آدمی کی کھال اتار لی جائے۔ جو پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔ بیعت کرنا ہی کافی نہیں بلکہ عمل بھی ضروری ہے۔ اس لئے نیک بنو، متقی بنو، بدی سے بچو، دعا صدقہ اور تضرع کے ساتھ استغفار کرو۔ نماز اور استغفار دل کی غفلت کو دور کرنے کے لئے عمدہ علاج ہے۔

حضور انور نے فرمایا: نماز ایسی نیکی ہے جو شیطانی کمزوری دور کرتی ہے۔ شیطان انسان کو کمزور کرنا چاہتا ہے اور اصلاح نماز کے ذریعہ سے ہوگی۔ حقیقی عید خدا کو حاصل کرنا ہے۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا ہے کہ جب کسی کا بچہ گم ہو جائے اور وہ اس کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہو اور اچانک اس کو اپنا بچہ مل جائے تو اس وقت جو خوشی باپ اور بیٹا کو ہوتی ہے ایسا ہی اس وقت ہوتا ہے جب ایک بندہ توبہ کرتا ہے اور نیکیوں کے راستے کو اپناتا ہے تو خدا تعالیٰ کو پا کر بندہ خوش ہوتا ہے اور خدا بھی اس سے راضی ہو جاتا ہے۔ اور خدا کا راضی ہو جانا ہی حقیقی عید ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود کے آنے سے قبل لوگ دعائیں کرتے تھے۔ اور آپ کے دعویٰ سے قبل جو آپ کے جاننے والے تھے ان میں سے حضرت منشی احمد جان صاحب نے کہا تھا کہ

ہم مریضوں کی ہے تم ہی پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

فرمایا آپ روحانی مرضوں کا علاج کرنے آئے تھے لیکن آپ کے زمانے میں بھی اور آج بھی ظاہری بیماروں کو شفاء عطا ہونے کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ظاہری عید صرف حقیقی عید کی طرف رہنمائی کے لئے ہے۔ ورنہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی عید بھی پھیکی ہوتی ہے۔ جیسے بیمار، مسافر، جنگل میں پھنسے ہوئے لوگ جو اپنوں اور رشتہ داروں سے دور ہیں۔ خوشی تو دل کی راحت اور سکون کا نام ہے۔ اور روحانی صحت ہی ہے جو دل کے حقیقی سکون کا باعث ہے۔ وہی سر چشمہ ہے حقیقی سکون و راحت کا۔ اس لئے ہمیشہ دعائیں مانگتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ بھٹکنے سے بچائے رکھے اور ہمیں جو زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے اس پر قائم رکھے اور اس کی باتوں کے مطابق عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین...... دعا میں خاص طور پر اسیروں، مظلوم احمدیوں، مریضوں، بے چینیوں میں مبتلا افراد، مشکلات میں گرفتار لوگوں اور واقفین زندگی کو یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین

حضرت سیّد میر محمد اسحٰق صاحب

سالانہ امتحانات اور امتحانِ آخرت

فیل ہونے کے بعد پاس ہونے کی کوشش

سالانہ امتحانات ختم ہونے کے بعد نتائج شائع ہوتے ہیں۔ کوئی طالب علم فیل ہوتا ہے اور کوئی پاس۔ کوئی نالائق ثابت ہوتا ہے اور کسی کی لیاقت اور قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس موقع پر ایک بات مجھے بڑی شدت سے محسوس ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو لڑکے مدرسہ احمدیہ میں فیل ہو جاتے ہیں ان کے سرپرست ہمارے پاس آکر کہتے ہیں کہ ہمارا لڑکا فیل ہو گیا ہے۔ آپ اسے پاس کر دیں۔ ہم انشاء اللہ اس سال خصوصیت سے اس کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے گزشتہ سال کیوں پوری توجہ نہ دی؟ وہ فرماتے ہیں پیچھے سستی ہو گئی اور غفلت کے ہم مرتکب ہوئے۔ لیکن اس دفعہ ہمارا پختہ ارادہ ہے کہ ہم پوری توجہ سے بچہ کی پڑھائی کا خیال رکھیں گے۔ کبھی کہتے ہیں ہم اس دفعہ ٹیوٹر رکھ کر کمی پوری کرا دیں گے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ گزشتہ سال کیوں ٹیوٹر نہیں رکھا گیا؟ وہ فرماتے ہیں واقعہ میں ہم سے سخت فروگزاشت ہوئی۔ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ ہم غریب ہیں مگر آپ دیکھیں گے کہ اس دفعہ قرض اٹھا کر بھی ٹیوٹر کی فیس ادا کریں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ گو ہم نادار ہیں مگر لڑکے کو آپ (اگلی) جماعت میں چڑھا دیں۔ ہم اسے اپنے گھر نہیں رکھتے بلکہ بورڈنگ کی فیس دے کر اسے بورڈنگ ہی میں رکھیں گے تاکہ وہ یکسوئی سے پڑھ سکے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کا لڑکا ایک میں نہیں دو میں نہیں تین میں نہیں بلکہ چار چار مضامین میں فیل ہے۔ ایک سال اسے اور اسی جماعت میں رہنے دیں کمی پوری کر کے ترقی پانا زیادہ بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ اگلی جماعت میں جا کر پھر بے علم کا بے علم رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نہیں۔ خدا کے لئے اسے اگلی جماعت میں ترقی دے دو ورنہ اس کا سال ضائع ہو جائے گا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اب نتیجہ شائع ہو چکا ہے اور نظارت تعلیم و تربیت نے اسے منظور کر لیا ہے۔ اب ہمارے اختیار سے یہ امر باہر ہے کہ ہم کسی فیل شدہ لڑکے کو پاس کر دیں۔ یا اسے ترقی دے کر اوپر کی جماعت میں داخل کریں۔ بالآخر وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لڑکے کے نام مدرسہ سے خارج کر کے اسے اجازت دیں کہ وہ پرائیویٹ طور پر اگلی جماعت کے طلبہ کے ساتھ پڑھائی کے مضامین سن لیا کرے تاکہ وہ اگلے سال امتحان دے سکے۔

حشر کا نظارہ: غرض فیل ہونے والے طلبہ کے سرپرست سارا سال غفلت اور بے توجہی کا شکار رہتے ہیں۔ مگر جب ان کا لڑکا فیل ہو جاتا ہے تو ان کی آنکھیں کھلتی ہیں

اور پھر سارا زور پوری توجہ اور ساری درخواستیں یہاں پر آجاتی ہیں کہ ہمارا لڑکا کسی طرح پاس ہو جائے۔ ان کے اصرار ان کی زاریوں اور پھر ان کے رنج وغم میں ڈوبے ہونے کو دیکھ کر اور دوسری طرف اپنی بے بسی اور بے چارگیوں کو دیکھ کر خدا کی قسم! میرا دل دنیا سے بے زار ہو جاتا ہے اور میں وعین الیقین سے اس وقت حشر کا نظارہ دیکھنے لگتا ہوں کہ یہی حال میرا بھی ہونے والا ہے۔

عالم ارواح میں سوالات: جب میں امتحان کے کمرہ میں اس دنیا سے خالی جاؤں گا۔ دوست احباب اگر کوئی ہوں گے تو میرے جسم کو قبر کے تنگ و تاریک گڑھے میں ڈال آئیں گے اور میری روح ارواح میں پہنچے گی۔ وہاں اسے حواس اور احساسات کے لئے نیا جسم دیا جائے گا اور وہاں سب سے پہلا سوال یہ ہوگا کہ من ربک یعنی سچ بتا۔ تو دنیا میں کس کو اپنا رب سمجھتا تھا۔ سچ کہتا ہوں کہ میں اس پہلے سوال کے جواب میں ہی فیل ہو جاؤں گا کیونکہ منہ سے تو میں عمر بھر میں ہزاروں مرتبہ بلکہ ایک ایک دن میں پانچ پانچ مرتبہ کوٹھوں پر چڑھ کر کہا کرتا تھا کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا میرا کوئی خدا نہیں۔ مگر وہاں کس منہ سے کہوں گا کہ میرا رب اللہ ہے۔ کیونکہ وہ اس جواب کو سن کر زبان کو گدی سے نکال لیں گے اور کہیں گے کہ تمہیں شرم نہیں آتی۔ یہاں آکر بھی جھوٹ بولتا ہے۔ اگر تو مجھے اپنا رب سمجھتا تھا تو تیرے دل میں میں اپنے اخراجات کے متعلق کیوں اطمینان نہ تھا۔ اور تیری زبان آئے دن ھل من مزید کا نعرہ کیوں بلند کرتی تھی اور اپنے افسروں اور انجمن کے خزانہ اور ریزولیشنوں اور ترقی کی درخواستوں کے جوابوں میں کیوں گم رہتا تھا۔ کبھی تجھے پراویڈنٹ فنڈ کے حساب میں گم پایا۔ کبھی پنشن کے بڑھانے کی فکر میں غلطاں پایا۔ تیرا سارا وقت تو اپنے اخراجات کے مہیا کرنے کی ادھیڑ بن میں صرف ہوتا تھا۔ اگر تو ہمیں اپنا رب سمجھتا تو کیوں تیرا دل ہمارے وعدوں اور ہمارے انعامات پر اطمینان پذیر نہ ہوتا۔

کیا کمایا اور کیا خرچ کیا: پھر مجھ سے سوال ہوگا کہ عمر بھر میں کیا کمایا اور کیا خرچ کیا۔ یہ سنتے ہی میری آنکھوں کے سامنے دو فہرستیں پیش کی جائیں گی۔ ایک میں تفصیل وار ساری عمر کی آمد اور اس کے ذرائع۔ دوسری میں ساری عمر کے خرچ اور ان کے مصروف لکھے ہوں گے۔ خدا کی قسم ان کو پڑھ کر تو میں غرق ہو جاؤں گا کیونکہ شروع ہی میں دیکھوں گا کہ پہلا اندراج یوں ہے کہ ایک فقیر ملتا ہے۔ خدا کے لئے ایک پیسہ دو میں نے روٹی کھانی ہے، میں کہتا ہوں جا بابا معاف کر۔ ایک اور فقیر ملتا ہے۔ اسے بھی یہی کہتا ہوں کہ معاف کر۔ اور ساتھ ہی یہ اضافہ کرتا ہوں کہ اس وقت میرے پاس کوئی پیسہ نہیں ورنہ تجھے دے دیتا۔ آگے لکھا ہوا پاتا ہوں کہ شام کو آٹھ آنہ کا ٹکٹ لے کر سینما دیکھنے گیا یا چار پیسے کا فالودہ پی لیا۔ یہ تو خیر ظاہر کرنے والی باتیں ہیں بہت سے اندراجات تو ایسے ہیں کہ ظاہر کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔

کچھ اور سوال: پھر سوال ہوگا کہ تجھ پر جوانی آئی۔ اس سے کیا کام لیا؟ بڑھاپا آیا اس میں خدا کے لئے کیا طریق اختیار کیا۔ روپیہ ملا تو کہاں خرچ کیا۔ نہ ملا تو صبر کا کیا

نمونہ دکھایا؟ خوشی پہنچی تو شکر یہ کس طریق سے ادا کیا۔ رنج پہنچا تو خدا کے حضور کس طرح جھکا۔ دوستوں کو کبھی امر بالمعروف کیا؟ اپنے بچوں کی تربیت کی؟ بیوی کے حقوق ادا کیئے؟ بیوی کے رشتہ داروں کی کہاں تک عزت کی؟ اپنے والدین کی خدمت کس معیار تک پہنچائی؟

پھر دنیا میں جانے کی خواہش: غرض جو سوال بھی ہو گا خدا کی پناہ ایک اژدھا ہوگا کہ جو منہ کھول کر آ پڑے گا اور نگلنا چاہے گا۔ اس وقت اگر یہ کہوں گا کہ اے میرے رب! کیا اس عذاب کو لوٹانے کی کوئی تدبیر بھی ہے۔ (الشوریٰ 45) یعنی الٰہی ایک دفعہ واپس بھیج دے تو جواب ملے گا کہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ یہ صرف ایک منہ کی بات ہے جسے وہ کہہ رہے ہیں۔ (المومنون:101) یعنی یہ دعا قابل قبولیت نہیں۔ ہزار یقین دلاؤں گا کہ اگر اب دنیا میں واپس کیا جاؤں تو انشاء اللہ کبھی بدعملی نہ کروں گا کبھی نافرمانی کا طریق اختیار نہ کروں گا۔ ایک دفعہ ترقی دے دو کبھی فیل نہ ہوں گا۔ ایک دفعہ جماعت میں چڑھا دو خوب محنت کروں گا اور چلا چلا کر کہوں گا اے ہمارے رب ہمیں اس سے نکال پس اگر ہم (ان گناہوں کی طرف) پھر لوٹیں تو ہم ظالم ہوں گے۔ (المومنون:108) یعنی ایک دفعہ اس عذاب سے نکال دے پھر اگر میں نے اپنی روش درست نہ کی تو پھر جو مرضی ہو مجھے سزا دینا (فاطر:38) یعنی ایک دفعہ ترقی دے دو پھر یہ گزشتہ سستی نہ ہوگی۔ بس درخواستوں کا ایک ہی جواب ہوگا کہ اب واپسی نہیں اب موقع نہیں۔

اپنی اپنی فکر کرنی چاہئے: غرض امتحان سالانہ میں فیل ہونے والے طلباء کے سرپرستوں کی زاریوں کو سن کر مجھے اپنی فکر پڑ جاتی ہے کہ یہ میری طرح بلکہ مجھ سے اچھا اور نیک آدمی کس طرح مجھ سے زاری کر رہا ہے اور جو جواب میں دے رہا ہوں یہی مجھے ملنے والا ہے۔ اس لئے ہر سال جب مدرسہ احمدیہ کا نتیجہ نکلتا ہے خدا کی قسم! ایسے واقعات پیش آنے پر میری روح کانپ جاتی ہے۔ اس لئے میں سب سے پہلے اپنے آپ کو اور بعد میں تمام احمدی دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہم فیل ہونے والے طلباء کو جس نظر سے دیکھتے ہیں اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو ہم سب کو اپنی اپنی فکر کرنی چاہئے۔ کیونکہ امتحان سالانہ کا تو ایک وقت معلوم اور مقرر ہے۔ جب تک سال نہیں گزرتا امتحان نہیں ہوتا۔ مگر ہمارے امتحان کا خدا کے علم میں وقت مقرر ہے۔ مگر ہمیں کوئی علم نہیں۔ بلکہ جب ہم مریں گے تو ہمارا امتحان شروع ہو جائے گا۔ اس لئے ہمیں نالائق، کم ہمت سست، کام چور لڑکے کا فکر چھوڑ کر اپنے انجام کا فکر کرنا چاہئے کہ ہم بھی خدا کی عدل کی تلوار کے نیچے ہیں۔ کورس بڑا مشکل اور ممتحن بڑا سخت اور شدید العقاب ہے۔ نقل وہاں نہ ہو سکے گی۔ رعایت کا وہاں واہمہ نہیں اور انسان کو وہی ملتا ہے جس کی کوشش کرتا ہے (النجم:40) یعنی وہی کام آئے گا جو یہاں کیا ہوگا۔ جو بویا جائے گا وہی کاٹا جائے گا۔ رات دن کے گناہگار، خطا کار بات بات پر غلطی کرنے والے، قدم قدم پر ٹھوکر کھانے والے، غافل سست، آرام طلب ایک منٹ کام کیا اور دس گھنٹہ آرام کے طالب ہوئے۔ ایک پیسہ خدا کے راستہ میں دیا تو منتظر کہ اب الفضل میں نام چھپے۔ پس کیوں نہ ہم خدا سے

مانگیں کہ اے اللہ! یہاں معمولی سے معمولی امتحانوں میں فیل ہونے والوں کی حالت ہم سے دیکھی نہیں جاتی۔ ان کی زاری ہم سے سنی نہیں جاسکتی اور ان کے وارثوں کا واویلا ہم برداشت نہیں کرسکتے تو ہم اس بڑے امتحان کی ناکامی کس طرح برداشت کرسکیں گے۔ اس لئے اے خدا! ہمیں سیدھا راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے جن پر تو نے انعام کیا ہے جن پر نہ تو تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہ ہیں۔ (الفاتحہ: 7-6) یعنی تو ہمیں اپنے سیدھے راستہ پر چلا۔ یعنی راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرے انعامات کی بارش ہوئی۔ نہ ان منعمین کا جن پر بعد میں غضب نازل ہوا اور نہ ان کا جو خود راستہ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھٹک گئے۔

اللہ تعالیٰ سے التجا: جس وقت میں یہ سطور لکھ رہا تھا ایک فیل شدہ لڑکا آیا اور روتا ہوا مجھ سے کہنے لگا کہ میں ایک عرض کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ سناؤ۔ کہنے لگا کہ میں خوب محنت کروں گا۔ مجھے اس سال ترقی دے دی جائے اور اتنا رویا کہ میں برداشت نہ کرسکا۔ مگر اسے تو میں نے رخصت کیا اور دفتر کے دروازے بند کرکے میں خود بھی خوب رویا کہ الٰہی! یہی حال مجھے درپیش ہے۔ کیونکہ یہ تو دو یا تین پرچوں میں فیل ہے مگر مجھے تو سب پرچے خراب نظر آتے ہیں۔ مال کا بھی، اولاد کا بھی، بیوی کا بھی، بزرگوں کا بھی، خوردوں کا بھی، اخلاق کا بھی، اعمال کا بھی اور عقائد کا بھی پھر میرا کیا حال ہوگا۔ الٰہی! سوائے مایوسی کے کچھ نظر نہیں آتا۔ لیکن مایوسی خود حرام ہے۔ اللہ کی رحمت سے سوائے کافر لوگوں کے کوئی ناامید نہیں ہوتا۔ (یوسف: 88) پس میں کیا کروں اگر امید رکھتا ہوں؟ اگر امید رکھتا ہوں تو وہ بے وجہ ہے اور بے وجہ امید بھی کفر ہے۔ یاد رکھیں کہ نقصان میں پڑنے والی قوم کے سوا کوئی قوم اللہ کی تدبیر سے غافل نہیں ہوتی (الاعراف: 100) اس لئے اے خدا! تو ہی توفیق عطا فرما کہ میں سیدھا ہو جاؤں ٹھیک ہو جاؤں۔ میرے اعمال درست ہو جائیں۔ میرے اخلاق صحیح ہو جائیں۔ عقائد میں درستی ہو۔ خلاصہ یہ کہ میں ایسا ہو جاؤں کہ نالائق طالب علم کی طرح مجھے تیری جناب میں یہ کہنا نہ پڑے کہ اے ہمارے رب ہم کو اس جہنم سے نکال دے تو ہم نیک کام کریں گے۔ ان سے مختلف جو ہم پہلی زندگی میں کیا کرتے تھے (فاطر: 38) یعنی اے اللہ! ایک دفعہ پھر مجھے دنیا میں واپس بھیج دے میں ضرور اچھے اچھے کام کروں گا اور کبھی برائی کے نزدیک نہ پھٹکوں گا۔ بلکہ اے میرے اللہ! مجھے الدنیا مزرعة الاخرة کے مطابق اس امتحان کے کمرہ میں اچھے پرچے کرنے کا موقع دے تاکہ میں پاس ہو جاؤں اور تیرے حضور سرخرو ہو کر پیش ہوں۔ اے میرے اللہ! میری بیوی اور بچوں کو بھی ایسا بنا کہ ہم سب جب تیرے حضور پیش ہوں تو ایسا نہ ہو کہ میں کہیں جاؤں اور وہ کہیں جائیں۔ بلکہ اے میرے مولیٰ باہمہ باراں بہشت ہم سب تیری آخری اور ہولناک دن تیرے امن کی گود میں ہوں اور میرا لختِ جگر بھی اس وقت میرے لئے باعث شرم اور ذلت نہ ہو۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

قانون کا احترام اور ہماری ذمہ داریاں

ہر مہذب معاشرہ اپنے افراد کی روزمرہ زندگی کو آسانی اور سہولت سے بسر کرنے کے لئے چند قوانین وضع کرتا ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے سوسائٹی کا ہر فرد اپنی زندگی کو regulare کرتا ہے۔ یہ قوانین اس وقت تک صحیح اثرات پیدا نہیں کرسکتے جب تک معاشرہ کا ہر فرد ان قوانین کو سمجھے اور اس پر عمل نہ کرے۔ اگر سوسائٹی کے بیشتر افراد ان قوانین کا احترام کریں تو قومی زندگی میں ایک نظم اور ضبط پیدا ہو جاتا ہے۔

یورپین ممالک سے آنے والے پاکستانی احباب خوب جانتے ہیں کہ ان ممالک کے افراد ہر شعبہ زندگی میں مروجہ قوانین پر پورا عمل کرتے ہیں اور وہاں پر ہر جگہ نظم وضبط نظر آتا ہے اور روزمرہ کی زندگی نہایت خوشگوار اور احسن طریقے سے بسر ہوتی ہے۔ اگر آپ وہاں سڑکوں پر نکلیں تو آپ کو یہ نظم وضبط واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔ ہمارے ہاں قانون کا احترام دن بدن اٹھتا جا رہا ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ بھی ہو ہم قانون کی خلاف ورزی کرنے سے ذرا سا بھی نہیں ہچکچاتے اور قانون توڑنے میں جلد بازی اور بے خوفی کا مظاہرہ کرتے ہیں ٹریفک کو ہی لے لیں۔ سگنل بند ہونے پر ٹریفک فوراً رکتی بلکہ اپنی لائن سے آگے برابر سرکتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ دوسری جانب کی ٹریفک کے گزرنے کے لئے راستہ اتنا تنگ ہو جاتا ہے کہ اس کی رفتار بہت سست ہو جاتی ہے اور کم از کم 25 فیصد گاڑیاں کھڑی کی کھڑی رہ جاتی ہیں پھر ہماری بسیں، ویگنیں سڑک پر جس جگہ چاہیں گاڑی روک کر مسافر اتارتی اور چڑھاتی رہتی ہیں۔

انتظامیہ نے اکثر سڑکوں پر بس اسٹاپ بنانے میں اور بسوں کے کھڑا کرنے کے لئے مناسب جگہ بھی تیار کی ہے لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ نہ تو مسافر اس جگہ کھڑے ہوتے ہیں اور نہ ہی بس اس جگہ رکتی ہے۔ اگرچہ نظم وضبط قائم کرنے کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہے اور ان کو اس پر عمل کرنے اور کروانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ لوگوں کو آرام سے سمجھانا چاہئے اور جو لوگ مسلسل قانون کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں ان کے خلاف ضروری کارروائی ہونی چاہئے۔

دوسری طرف معاشرہ کے ایک فرد کی حیثیت سے ہم سب کو اپنے طور پر قوانین کی پابندی کرنی چاہئے۔ اگر افراد قانون پر عمل درآمد کا تہیہ کرلیں تو اس سے پولیس کا کام آسان ہو جاتا ہے اور پھر جو افراد قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان کے ساتھ آسانی سے نمٹا جاسکتا ہے اور حادثات سے بھی بچا جاسکتا ہے۔

جب غم میں ہو لطفِ عیشِ نہاں پھر غم کا مداوا کون کرے
بیزار ہو دل جب جینے سے جینے کی تمنا کون کرے
وہ دیکھتی آنکھوں محفل سے لو آنکھ بچا کر چل نکلے
امروز کا جب یہ عالم ہے فردا پہ بھروسہ کون کرے
وہ ظلم پہ جب پچھتائیں گے آنسو تو ٹھہر ہی جائیں گے
جو آگ سلگتی ہے دل میں اس آگ کو ٹھنڈا کون کرے
موت ان کی آمد آمد کے ہنگامے ہی میں آ پہنچی
اب ان سے بھلا جلد آنے کا بالیں پہ تقاضا کون کرے
اُلفت کا اثر اس سمت بھی ہے سنتا ہوں کہ روتے کٹتی ہے
اچھا ہے جو اتنا درد تو پھر اس درد کو اچھا کون کرے
بادل کی گرج میں کوئل کی کو کو بھی رسیلی ہوتی ہے
اس مدھ بھرے سُندر موسم میں تنہائی گوارا کون کرے
ہر گل کے بدن میں کانٹا ہے ہر دوست میں پوشیدہ دشمن
دنیا کے نتائج دیکھ چکے اب خواہشِ دنیا کون کرے
ہم ان کو اپنا جانتے ہیں وہ غیر کو کہتے ہیں اپنا
بس اتنی سی لغزش پر ثاقب اپنے کو پرایا کون کرے

(ثاقب زیروی۔ شہاب ثاقب: 48-49)

ٹیلی فون کچھ اہم معلومات

فون نمبر کی ایجاد:

فون نمبر ایجاد کئے جانے سے پہلے فون کالیں فون کے مالک کے نام سے کی جاتی تھیں۔ جس شخص نے کسی کو کال کرنا ہوتی وہ ایکسچینج میں موجود آپریٹر کو اپنے مطلوبہ شخص کا نام بتاتا، آپریٹر اپنے سامنے موجود بہت سی ٹیلی فون لائنوں میں سے ایک لائن کے ذریعے اس شخص سے کال ملا دیتا۔ ٹیلی فون کے موجد الیگزینڈر گراہم بیل کے دوست ڈاکٹر موسس نے فون نمبروں کی ایجاد میں بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ چنانچہ ٹیلی فون رکھنے والوں کے ناموں کی بجائے ہر شخص کیلئے ایک مخصوص نمبر مختص کیا گیا ٹیلی فون نمبر پہلی بار امریکہ کے شہر لوویل میں 1879ء سے 1880ء کے درمیانی عرصے میں استعمال کئے گئے۔ یہ نظام اتنا پسند کیا گیا اور اتنا کارآمد ثابت ہوا کہ اسے آج بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

پہلا تجارتی ٹیلی فون ایکسچینج (Exchange):

28 جنوری 1878ء کو امریکہ کے شہر نیوہیون (New Heaven) میں دنیا کا پہلا تجارتی ٹیلی فون ایکسچینج قائم کیا گیا تھا۔ اسے ڈسٹرکٹ ٹیلی فون کمپنی آف نیوہیون کا نام دیا گیا تھا۔ تجارتی ٹیلی فون اور نچلے بائیں کونے میں سٹار (star) یا ایسٹیرسک کی (asterisk key) ہوتی ہے۔

آٹومیٹک ٹیلی فون ایکسچینج:

99 لائنوں والا پہلا آٹومیٹک ٹیلی فون ایکسچینج امریکہ کی ریاست انڈیانا کے شہر لاپورٹے میں نصب کیا گیا تھا۔

ایریا کوڈ:

اگرچہ ایریا کوڈ کا تصور بیسوں صدی کے پانچویں عشرے میں پیش کیا گیا تھا لیکن اس کا باقاعدہ اجراء و آغاز 1951ء میں امریکہ کی ریاست نیوجرسی کے لئے ایریا کوڈ متعارف کروانے سے ہوا۔ نیوجرسی کا ایریا کوڈ 201 ہے۔

ہنگامی نمبر:

ہنگامی نمبر تین یا چار اعداد پر مشتمل ہوتے ہیں تاکہ لوگ انہیں اسانی سے یاد رکھ سکیں۔ انہیں یونیورسل ایرجنسی، ٹیلی فون نمبر بھی کہا جاتا ہے۔ ہنگامی نمبروں کا انتظام بھی امریکہ میں وضع کیا گیا تھا۔

سب سے مہنگا فون نمبر:

دنیا کا سب سے زیادہ قیمت پر فروخت ہونے والا سیل فون نمبر 6666666 ہے۔ اسے خیراتی مقصد سے قطر میں فروخت کیا گیا تھا۔ اس نمبر کے خریدار نے اس کے لئے 27 لاکھ ڈالر کی رقم ادا کی تھی۔ چین میں نمبر 8888888 دولاکھ اسی ہزار ڈالر میں فروخت ہوا تھا۔

(دنیا سنڈے میگزین 20 جولائی 2014ء)

(احمد ندیم قاسمی)

ننھے نے سلیٹ خریدی

ننھا عزیز سر پر ایک میلا بستہ رکھے تھکے تھکے قدم اُٹھاتا ہولے ہولے گنگناتا آ رہا تھا۔

؎ تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا
کیسی زمیں بنائی کیا آسماں بنایا

اس نے اچانک قدم روک لئے اور بڑی سنجیدگی سے دیکھنے لگا۔ پھر بستے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اوپر دیکھا...... ہلکا نیلا آسمان جس پر دو چار چیلیں منڈلا رہی تھیں۔ اس نے مسکرانے کی کوشش کی مگر مسکراہٹ پر حیرت نے فتح پالی!

کیسی زمیں بنائی! کیا آسماں بنایا!!

وہ اپنی انگلی دانتوں میں دابے کچھ سوچتا ہوا قدم اٹھانے لگا۔ ایک دو بار مویشیوں کے گلوں نے اسے تکلیف دی اور وہ ایک طرف دیوار سے چمٹ کر ہر بیل کو خوف سے گھور گھور کر دیکھنے لگا۔ اچانک اس کی نگاہیں ایک جوان بیل کے مرمر ایسے سفید سموں پر جم گئیں اور پھر اس نے اپنے میلے کچیلے پاؤں کی طرف دیکھا جو پرانی چپل میں مردہ چوہوں کی طرح پڑے تھے۔ میل سے بھرے ہوئے، بے جان اور بدصورت! اس کے ذرا سے دماغ نے ایک بہت بڑی تجویز سوچی۔ اگر مجھے اللہ میاں کہیں ملیں تو میں پہلے انہیں سلام کر کے (کیونکہ ماسٹر جی نے بڑوں کو سلام کرنے کی زبردست تلقین کر رکھی تھی) یہ عرض کروں گا۔

''اچھے اللہ انسان کے پاؤں بڑے خراب ہیں۔ انسان چلتا پھرتا ہے، بھاگتا ہے دوڑتا ہے تو اس کے پاؤں میں کنکر کانٹے چبھ جاتے ہیں۔ میل جم جاتا ہے! کئی بار زخمی ہو جاتے ہیں۔ پاؤں اگر یہ بیلوں کی سموں کی طرح بنے ہوئے ہوں تو کیا حرج ہے۔''...... وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ سامنے سے اسے گاؤں کا سب سے بڑا رئیس مشکی گھوڑے پر سوار نظر آیا۔ اس کی گرگابی سورج کی شعاعوں میں شیشے کی طرح چمک رہی تھی اور جب وہ عزیز کے پاس سے گزرا تو آپ سے آپ عزیز کی نگاہیں اس کے پاؤں پر جم گئیں جو دودھ کی طرح سفید تھے۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا جیسے خدا سے اپنی غلط دعا واپس مانگ رہا ہے۔ اتنے اچھے ایسے صاف پاؤں سُم کیا شے ہے ان کے مقابلے میں! مگر میں بھی تو انسان کا بیٹا ہوں۔ میرے پاؤں اتنے غلیظ کیوں ہیں! یہ الٹی بات اس کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔

وہ اس سوچ میں غرق آہستہ آہستہ جا رہا تھا کہ اچانک اسے راستے میں ابھرے ہوئے ایک پتھر سے ٹھوکر لگی۔ بستہ اچھل کر دور کنکروں پر جا گرا اور اس کے دائیں پاؤں کے انگوٹھے سے خون جاری ہو گیا۔ اسے پھر ایک ثانیہ کے لئے بیل کے سموں کے فوائد کا خیال آیا مگر درد کی شدت نے اس کے دماغ میں ہلچل مچا دی۔

اس نے چیخ کر رونا چاہا مگر سامنے سکول کے برآمدے میں ماسٹر جی کھڑے ہاتھوں میں کھڑیا مٹی کا ایک ٹکڑا اچھال رہے تھے۔اس کی چیخ حلق تک آئی اور وہ کڑوی دوا کی طرح آنکھیں بند کر کے پی گیا۔زخم پر مٹی ڈال کر اٹھا۔ بستے کو چھوا تو اس کا دل دھک سے اس کی ایڑیوں میں جا گرا......اس کی سلیٹ ٹوٹ گئی تھی۔

وہ ضبط نہ کر سکا اور پورے زور سے رونے لگا۔ ماسٹر جی بڑے رحم دل تھے۔دوڑے دوڑے آئے۔ ننھے کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔''جیجے !اٹھ میں آج تجھے کچھ نہ کہوں گا۔آج کاغذ پر سوال حل کر لینا۔کل سلیٹ خرید لانا۔اور ہاں اب لوہے کی سلیٹ خریدنا جیسے اصغر کی ہے۔''

جیسے اصغر کی!عزیز نے سوچا،مگر اصغر کا باپ تو پٹواریوں کا بڑا افسر ہے اور میرا باپ پٹواری اور جنگل کے داروغہ کی گائے بکریوں کے لئے چارہ کاٹنے والا! لوہے کی سلیٹ پر تو بڑے پیسے خرچ آئیں گے اور کل رات ہم لوگ پیسے نہ ہونے کی وجہ سے بھینسے کا گوشت نہ خرید سکے!اب کیا ہوگا!

اس نے بستہ سر پر اٹھایا۔غیر ارادی طور پر اس کی انگلیاں بستے کے اندر کھڑ کھڑاتے ہوئے سلیٹ کے ٹکروں کو ٹٹولنے لگیں۔ اور جب وہ لڑکوں کے جمگھٹ میں داخل ہوا جو اس کی چیخیں سن کر اسکول کے احاطے کے باہر اکٹھے ہو گئے تھے تو اس کا چہرہ فخر سے لال ہو گیا۔ ماسٹر جی اس کی انگلیاں تھامے ہوئے تھے!!اور لڑکے بھی اس کی طرف ہمدردانہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کیونکہ ماسٹر جی نے اس سے ہمدردی کی تھی۔

چٹائی پر بیٹھ کر اس نے بستے سے سلیٹ کے ٹکڑے یوں نکالے، جیسے اپنے سینے سے دل کے ٹکڑے نکال رہا ہے۔ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا اور باقی دور ایک جھاڑی میں پھینک آیا۔ ماسٹر جی سوال لکھانے لگے تو پہلے تو اس نے سلیٹ کی طرف دیکھا جس کے بے شمار کنارے چاقو کی دھار کی طرح تیز تھے۔ پھر پیچھے مڑ کر قطار کے آخری سرے پر اصغر کی سلیٹ کی طرف دیکھا۔نئی سلیٹ کے ساتھ ایک مٹھی بھر اسفنج لٹک رہا تھا۔اس نے نفرت سے اپنی ننھی سی ناک چڑھا کر اپنی سلیٹ پر زور سے تھوکا اور ہتھیلی سے مل کر سوال حل کرنے لگا۔

چھٹی کے بعد وہ گھر واپس آ رہا تھا۔ اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔اور پھر ہر رونگٹے کی جڑ سے پسینہ پھوٹ نکلا۔سلیٹ کے ٹکڑے کے تیز کنارے اس کے دماغ کو چیرنے لگے۔باپ نے پوچھا۔''بیٹا چھٹی ہو گئی؟''

''ہاں ابا''......ابا کہتے وقت اس کا حلق گھٹ گیا لیکن کھانسی کا بہانہ کر لیا اور پھر اس غیر متوقع کامیابی پر جی ہی جی میں خوش ہونے لگا۔

''گھر جا کر سلیٹ پر خوب سوال حل کرنا۔''

''سلیٹ تو ٹوٹ گئی ہے......''اس نے یہ جواب دینا چاہا۔لیکن اس کی نظر باپ کے بھاری اور کھردرے ہاتھ پر پڑ گئی جو اس کے گال پر پڑتا ہے تو اسے دن کے وقت بھی نیلے پیلے تارے نظر آنے لگتے تھے اس لئے وہ

خاموش رہا۔

اس کے باپ نے پیچھے مڑتے ہوئے کہا۔ ''سنا؟''

''ہاں''

اس کا باپ پٹواری کے گھر کی طرف چلا گیا اور وہ اپنے گھر آیا۔ ماں کو دیکھ کر اس کا جی بھر آیا، آنسو امڈ آئے اور وہ زار زار رونے لگا۔

''کیوں میرے بچے تیرے دشمن روئیں تو کبھی نہ روئے۔ تو کبھی نہ روئے میرے بچے، کیا بات ہے؟ یہ کہتے ہوئے ماں بڑے محبت سے اس کے سر اور گالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

''ماں میری سلیٹ ٹوٹ گئی۔''

اس کی ماں دھم سے دیوار سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گئی جیسے اس کا نالائق بیٹا عمر بھر کی کمائی دریا میں بہا آیا ہے۔

عزیز نے روتے ہوئے اپنی باچھوں کو پوری قوت سے ٹھوڑی کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ ''ماں ابا کو نہ بتانا۔''

ماں نے اپنے کنگن کو مضطربانہ اپنی کلائی میں گھماتے ہوئے پوچھا۔ ''تو پھر کیا سر پر نکالے گا سوال؟''

اور عزیز سوچنے لگا کہ اگر سر پر سوال نکالے جاسکتے تو وہ روتا ہی کیوں! اس کی ماں کتنی بھولی ہے! آخر ان پڑھ ہے نا۔ پڑھی لکھی ہوتی تو اسے معلوم ہوتا کہ سوال سر پر نہیں صرف سلیٹ پر نکالے جاسکتے ہیں!

اس دن نہ اس نے ماں سے گڑ مانگا نہ جوار کے ہلکے پھلکے مرنڈے! نہ کبڈی کھیلا نہ آنکھ مچولی! اس کے ہمجولی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور مجبور کرنے لگے کہ باہر چلو لیکن ایک سیانا لڑکا پیچھے سے مجمع کو چیرتا ہوا آیا اور بولا۔ ''ارے یار جیجے کو مت چھڑو۔ اس کی سلیٹ ٹوٹ گئی ہے!'' عزیز کے دل پر جیسے کسی نے من بھر ہتھوڑا جما دیا۔ کانپ کر اٹھا کہ کہیں باپ تو نہیں آ گیا۔ لیکن بیل چارے کے انتظار میں کان کھڑے کئے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے اور ماں چولھے کے پاس بیٹھی ٹین کے پترے سے ساگ کتر رہی تھی۔

بس وہ چارپائی پر پڑا رہا اور کچھوے خرگوش کی کہانی پڑھتا رہا۔ اسے خرگوش پر کئی بار غصہ آیا۔ ''کتنا غافل تھا خرگوش! ٹھیک اس طرح جیسے...... جیسے...... جیسے......'' اسے کوئی مثال نہ مل سکی۔ اچانک اس کی اداس آنکھیں چمک اٹھیں...... 'جیسے میں!'' اور پھر اسے اپنے آپ پر اتنا غصہ آیا کہ جی میں آئی ابھی اپنے آپ کو قبر میں دفن کر دے اور اپنی موت پر ایک آنسو تک نہ بہائے اور پھر خوشی خوشی سکول......! اس کا دماغ گھومنے لگا۔ جتنا خیالات کا سلسلہ بڑھتا جاتا تھا اس کی وحشت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ اور جب اندھیرا بڑھنے لگا اور اس کی ماں پکاری۔ ''جیجے ادھر آ۔'' روٹی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔'' تو بے اختیار اس کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے۔ ''میری سلیٹ جو ٹوٹ گئی!''

''کب'' مگر یہ ماں کی آواز نہ تھی۔

اس نے سامنے دیکھا۔ اس کا باپ بڑی بڑی آنکھیں نکالے اس کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔ ''کب

توڑی؟''

اس نے اپنے آپ کو قبر میں دفن کرنے کی تجویز پر پھر غور کرنا چاہا مگر باپ کے تھپڑ نے اس کے خیالات کو بری طرح منتشر کر دیا اور وہ اتنا رویا...... اتنا رویا کہ آخر اسے رونے میں لطف آنے لگا۔ وہ اپنا رونا بند نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح ماں کی تسلیوں کے رک جانے کا اندیشہ تھا۔

''چپ کرتا ہے یا لگاؤں ایک اور؟''......اور اس کی آواز ایک دم رک گئی۔

''سلیٹ بھی توڑ آیا اور ریں ریں بھی کئے جاتا ہے......اندھا......اندھے تو سامنے دیکھ کر کیوں نہیں چلتا؟......ہیں؟...... یہ ہمیشہ تیری نظر آسمانوں پر کیوں رہتی ہے؟ جیسے اللہ میاں سے باتیں ہو رہی ہیں! ......اندھا......تُو تو مجذوب ہے!''

مجذوب!......کتنی بڑی گالی دی ہے ابا نے۔ ابا کی جگہ کوئی اور ہوتا تو میں اسے اٹھارہ بار مجذوب کہہ ڈالتا۔

اور جب اس کا باپ اٹھ کر چوپال کو چلا گیا تو اس نے ماں سے نہایت رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔''ماں مجذوب کسے کہتے ہیں؟''

''جسے اللہ میاں کے سوا کسی کا خیال نہ ہو......یعنی اللہ میاں کا دوست!''اور عزیز سوچنے لگا کہ کیا اللہ میاں کا دوست ہونا اتنی بری بات ہے؟

وہ صبح اُٹھا تو باپ اس کے سرہانے کھڑا تھا۔''اٹھتا بھی ہے اب کہ جماؤں ایک؟......لے یہ چونی۔ تیری خاطر دس آدمیوں کی داڑھیوں کو ہاتھ لگانا پڑا۔ ابھی قصبے سے جا کر سلیٹ خرید لا۔ اسکول کے وقت آجائیو! سمجھے؟''

عزیز نے چارپائی سے اٹھ کر زمین پر قدم دھرا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل اس کی پسلیوں تلے ناچ رہا ہے اور اس کی آواز کے ساتھ اس کے ہونٹ کانپ رہے ہیں۔ آنکھیں آپ ہی آپ جھپکی جا رہی ہیں۔ نتھنے پھڑک رہے ہیں رگ رگ دھڑک رہی ہے۔

وہ باپ سے چونی چھین کر دوڑا ہی تھا کہ ایک آواز سنائی دی۔''اے مجذوب! جوتا تو پہنتا جا۔ تیرا تو سر پھر گیا ہے!''اس نے مڑنے سے پہلے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اس کا خیال تھا اس کا چہرہ پیٹھ کی طرف مڑ گیا ہے...... باپ کے تھپڑ کی وجہ سے! آخر سر پھرنے کا اور کیا مطلب ہے؟ اور جب اسے تسلی ہوگئی کہ وہ اپنی پرانی حالت پر قائم ہے تو اسے تعجب ہونے لگا کہ اس کا باپ اتنے جھوٹ کیوں بولتا ہے؟

وہ جوتا پہن کر بھاگا۔ قصبہ وہاں سے ایک میل دور تھا۔ چونی اس کی قمیض تلے پہنی ہوئی پرانی سیاہ صوف کی واسکٹ کی جیب میں تھیں۔ جسے اس نے مضبوطی سے ہاتھ میں دبا رکھا تھا۔ ایک بار اس نے چونی کے گول گول کونوں کو ٹٹولا۔ چونی اس کی جیب میں موجود تھی اور نئی سلیٹ قصبے کی ایک دوکان میں اس کی منتظر! ایک جگہ وہ قدرے ستانے کے لئے بیٹھ گیا۔ اچانک سامنے جھاڑی سے اصغر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں اپنی نئی سلیٹ تھی جس کے ساتھ مٹھی بھر اسفنج لٹک رہا تھا۔ اصغر نے اپنی

سلیٹ کو فخریہ انداز سے ہوا میں گھمایا اور عزیز نے محسوس کیا کہ اس کے ہاتھ میں بھی نئی سلیٹ ہے جو ٹین کی طرح بجتی ہے.........اصغر کی آنکھیں جھک گئیں اور وہ پلٹ کر پھر جھاڑی میں گم ہو گیا!۔ کتنا پیارا خیال! کیسا سندر سپنا! وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا اور پھر دوڑنا شروع کر دیا۔ قصبے کے تنگ و تاریک بازار کی دکانیں کھل چکی تھیں۔ وہ سلیٹوں والی دکان کو خوب پہچانتا تھا۔

دکاندار موٹا سا تھا۔ اس نے اپنی ڈھیلی ڈھالی توند اپنے گھٹنوں پر پھیلا رکھی تھی۔ وہ صرف ایک دھوتی باندھے ہوئے تھا۔

عزیز ہانپتے ہانپتے اس کے پاس گیا۔

''سلیٹیں ہیں؟'' یہ سوال اس نے اس انداز سے پوچھا گویا وہ ساری دکان خریدنے آیا ہے۔

دکاندار نے اپنی ناف پر سے بھنبھناتی مکھیاں اڑاتے ہوئے جواب دیا۔

''ہاں''

''دکھاؤ۔''

دکاندار نے اپنے بازو زمین پر ٹیک کر اٹھنے کی کوشش کی اور بہت دیر تک اسی حالت میں ہانپتا رہا۔ عزیز پکارا۔

''لالہ جی۔''

''ہاں بھائی ہاں۔'' دکاندار اٹھ کھڑا ہوا اور عزیز کے سامنے دس پندرہ سلیٹیں رکھ دیں۔

''لوہے کی ہیں؟''

''سب لوہے کی ہیں۔''

''دام۔''

''تین آنے!''

ایک آنہ بچ گیا۔ عزیز کے گال تمتمانے لگے۔ اس کی ننھی سی ناک پر اس کے کھلے سفید ماتھے پر۔ اس کے بھرے بھرے سے نچلے ہونٹ کے تلے پسینہ پھوٹ آیا۔ اسے محسوس ہوا جیسے وہ ابھی یہاں سے دکان سمیت ہوا میں اڑ جائے گا۔

''اسفنج ہیں؟''

''ہاں۔''

''سب سے بڑے اسفنج کے دام؟''

''چار پیسے''

''عزیز خوشی سے ناچنا چاہتا تھا۔ ایک بار تو اس کے جی میں آئی کہ دکاندار سے لپٹ کر گائے۔

~ تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا

لیکن اس کی توند دیکھ کر اس کی نظر اپنے پیٹ پر جا پڑی۔ جو ریڑھ کی ہڈی سے چٹ کر رہ گیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ مسکرانا تک بھول گیا اور آخر بولا۔

''تو لا یہ سلیٹ اور ایک بڑا اسفنج!''

دونوں چیزیں اپنے قریب کھسکا کر اس نے قمیض اٹھائی اور واسکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس کی دو انگلیاں جیب سے باہر نکل گئیں۔ چونی راستے میں گر گئی تھی!

حسنِ انتخاب

میرؔ بندوں سے کام کب نکلا
مانگنا ہے جو کچھ خدا سے مانگ

چیونٹی کی طرح رینگتے لمحوں کو نہ دیکھو
اے ہمسفر و رات ہے اور کوس کڑے ہیں

الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا

پتھر ہیں تو رستے سے ہٹا کیوں نہیں دیتے
رہرو ہیں تو کیوں صورتِ دیوار کھڑے ہیں

التفاتِ زمانہ پر مت جا
میرؔ دیتا ہے روزگار فریب

دیتے ہیں سُراغ فصلِ گل کا
شاخوں پہ جلے ہوئے بسیرے

بس ایک درد ہو کہ رہو جس سے آشنا
محبوبِ جاوداں کی محبت نصیب ہو

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

تمام لوگ اکیلے تھے راہبر ہی نہ تھا
بچھڑنے والوں میں اک میرا ہم سفر ہی نہ تھا

آتا ہے داغ حسرتِ دل کا شمار یاد
مجھ سے مرے گناہ کا حساب اے خدا نہ مانگ

راتوں کو جاگتے ہیں بے چین دن ہمارے
تیرے بغیر کتنے مجبور ہو گئے ہیں

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

وہ رات کا بے نوا مسافر وہ تیرا شاعر وہ تیرا ناصرؔ
تری گلی تک تو ہم نے دیکھا تھا پھر نہ جانے کدھر گیا وہ

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا
تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے

بزمِ خواتین

پیاری قارئین مصباح! سلامت رہیں۔

ہمارا اپنے خالق حقیقی کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور وہ محض دعا کے ذریعہ سے ہے کیونکہ ہماری اعلیٰ لذآت ہمارے خدا میں ہیں۔غور کیا جائے تو کائنات کے حسن کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہمارے خدا میں بھی ہر ایک خوبصورتی پائی جاتی ہے۔سورۃ الرحمٰن میں متعدد بار آیا ہے پس تم خدا کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاتے ہو۔تو چاہئے کہ ہم سب اس کے شکرگزار بندے بن جائیں تا کہ ہمیں زندگی گزارنے کا سلیقہ آجائے۔

عزیز بہنو! یہ وہ نعمتیں ہیں جو اس نے اپنی صفت رحمانیت کے تحت ہمیں عطا کیں مگر یاد رہے کہ یہ صفت رحمانیت ہے جو ہمیں اپنی طرف بلاتی ہے۔ یہ ہماری سعی اور کوشش ہے جو کسی بھی طریق سے عبادت کا حق دیتی ہے۔اور یہ طریق عجز و فروتنی کے ساتھ دعا کا ہے جس کی تاثیر کا تو کیا کہنا!!

پیاری بہنو! یہ وہ دعائیں ہیں جن کی گریہ وزاری کو انتہا تک پہنچایا جائے تو ہم سب رحم باری تعالیٰ کی وارث بن سکتی ہیں۔

پیاری بہنو! دعا ہر مصیبت میں خواہ وہ آچکی ہو یا آنے والی ہو یقیناً فائدہ مند ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے آگے تو ہمارے پیارے نبی کریمؐ نے بھی اپنے وجود کو ایسا بنا لیا کہ خدا کی رضا اُس کی رضا بن گئی۔ یہ آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کا معجزہ تھا کہ ملک عرب میں پشتوں کے بگڑے ہوئے چند دنوں میں رنگ پکڑ گئے۔اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ حمد ستائش کی ادائیگی بہت پسند آئی یہ سب آپ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ اس ہمارے پیارے خدا نے قیامت کے روز آپ کو ''مقام محمود'' عطا کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ مژدہ سنایا۔سَلْ تُعطہ'' (ترمذی 25) عبودیت اور ربوبیت کا کامل رشتہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ہے۔ دعا انسان کی بقا کا واحد ذریعہ ہے۔ہمیں چاہئے کہ اپنے دلوں میں نرمی اور گداز پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اپنے دل کو اپنے خدا تعالیٰ کے حضور اپنی دعاؤں سے لبالب بھرا ہوا پیش کریں۔ کیونکہ دعا اضطراب، بے چینی اور عبودیت کا دوسرا نام ہے۔

ہر انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت پیدا کی ہوئی ہے پھر روزمرہ انسان حاجات کا غلام بھی رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے سامنے جب تک اپنی تمنائیں اور خواہشات پیش نہیں کرتا اس کا گزارہ نہیں ہوتا۔جس کے لئے دعا ہی ایک بڑا ہتھیار ہے۔ وہ اپنی دعا کو خدا کی حمد اور اضطراری کیفیت کے ساتھ اپنے مولا کی چوکھٹ پر

ڈال دیتا ہے۔اور دعا کی صورت میں صدا دیتا ہے کہ اے خدا میری غم خواری فرما۔ میں اپنے ہم وغم سے نجات کے لئے تیرے فضلوں کو کہاں تلاش کروں؟

عزیز بہنو! آؤ ہم سب مجسمہ دعا بن جائیں۔اور اپنے خدا کی ذات پر یقین کے ساتھ دوستی کا رشتہ برقرار رکھیں اور دعائیں اس طریق سے کریں کہ جس طرح انسان موت کے وقت کی اضطراری حالت اپنے پر وارد کرے اپنے الرحم الراحمین خدا کے سامنے پیش ہو جائیں کہ

ناامید و غم زدہ کوئی اس کے سوا نہیں
قبضے میں جس کے قبضہء سیف خدا نہیں

پیاری بہنو!وقت کے امام کے لئے دعا کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی پیاری جماعت کے لئے بھی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے وہ دعا جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ ہمارے دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ پیوست کردے۔ جب زیادہ تعداد میں دعائیں کرنے والے موجود ہوں گے تو یہ دعائیں ایک تیز دھار کی شکل اختیار کر جائیں گی اور پھر اس کی جناب سے بے شمار فضلوں کے دروازے کھلتے جائیں گے ۔ خدا کرے کہ تا قیامت ہم سب اس کے فضلوں کو پانے والے ہوں۔آمین

برائے توجہ خریداران مصباح

خریداران مصباح سے اطلاعاً عرض ہے کہ کاغذ کی قیمت اور طباعت و اشاعت کے اخراجات میں کافی اضافہ ہو چکا ہے۔رسالہ کے ماہانہ اخراجات بڑھ جانے کی وجہ سے ماہنامہ مصباح کے زرسالانہ میں اضافہ ناگزیر ہو گیا ہے۔لہٰذا اکتوبر 2016ء سے مصباح کی سالانہ قیمت اب -/350 روپے ہوگی۔ امید ہے آپ سب تعاون فرماتے ہوئے ادارہ کو اظہار ممنونیت کا موقع دیں گے۔

ادارہ مصباح
لجنہ اماء اللہ پاکستان

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے اپنی لڑکی کو نکاح کے بعد نصائح کرتے ہوئے فرمایا:

بچہ! اپنے مالک رزاق اللہ کریم سے ہر وقت ڈرتے رہنا اور اس کی رضامندی کا ہر دم طالب رہنا اور دعا کی عادت رکھنا۔ نماز اپنے وقت پر اور منزل قرآن کریم کی بقدر امکان بدوں امام و ممانعتِ شریعہ ہمیشہ پڑھنا، زکوٰۃ، روزہ، حج کا ہمیشہ دھیان رکھنا اور اپنے موقع پر اس کا عملدر آمد کرتے رہنا۔

گِلہ، جھوٹ، بُہتان، بیہودہ قصہ کہانیاں یہاں کی عورتوں کی عادت ہے اور بے وجہ باتیں شروع کر دیتی ہیں ایسی عورتوں کی مجلس زہر قاتل ہے ہوشیار خبردار رہنا۔ ہم کو ہمیشہ خط لکھنا، علم دولت ہے بے زوال، ہمیشہ پڑھنا چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کو قرآن پڑھانا، زبان کو نرم، اخلاق کو نیک رکھنا، پردہ بڑی ضروری چیز ہے، قرآن شریف کے بعد ریاحین العابدین کو ہمیشہ پڑھتے رہنا، مراۃ العروس اور دوسری کتابیں پڑھو، اور ان پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو اور تم کو نیک کاموں میں مدد دیوے۔

والسلام

نورالدین

(الحکم جلد 4 نمبر 46 مورخہ 24 دسمبر 1900ء ص 5)

مرأۃ العروس (ڈپٹی نذیر احمد)

باب پہلا

تمہید کے طور پر عورتوں کے لئے لکھنے پڑھنے کی ضرورت اور ان کی حالت کے مناسب کچھ نصیحتیں

''مرأۃ العروس'' ڈپٹی نذیر احمد صاحب کی تصنیف ہے جس میں احسن پیرایہ میں بچیوں کو سمجھایا گیا ہے قارئین کے استفادہ کے لئے قسط وار شائع کی جارہی ہے۔

جو آدمی دنیا کے حالات میں کبھی غور نہیں کرتا اس سے زیادہ کوئی احمق نہیں۔ غور کرنے کے واسطے دنیا میں ہزاروں طرح کی باتیں ہیں لیکن سب سے عمدہ اور ضروری آدمی کا اپنا حال ہے کہ جس روز سے آدمی پیدا ہوتا ہے زندگی میں اس کو کیا کیا باتیں پیش آتیں اور کیونکر اس کی حالت بدلا کرتی ہیں۔ انسان کی زندگی میں سب سے اچھا وقت لڑکپن کا ہے۔ اس عمر میں آدمی کو کسی قسم کا فکر نہیں ہوتا، ماں باپ نہایت شفقت اور محبت سے اس کو پالتے اور جہاں تک بس چلتا اس کو آرام دیتے ہیں۔ اولاد کے اچھا کھانے، اچھا پہننے سے ماں باپ کو خوشی ہوتی ہے بلکہ ماں باپ اولاد کے آرام کے واسطے اپنے اوپر تکلیف اور رنج تک گوارا کر لیتے ہیں۔ مرد جو باپ ہوتے ہیں کوئی محنت مزدوری سے کماتے ہیں کوئی پیشہ کر کے کوئی سوداگری کوئی نوکری۔ غرض جس طرح بن پڑتا ہے اولاد کی آسائش کے واسطے روپے کے پیدا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ عورتیں جو ماں ہوتی ہیں، اگر باپ کی کمائی گھر کے خرچ کو کافی نہیں ہوتی بعض اوقات خود بھی محنت کیا کرتی ہیں۔ کوئی ماں سلائی کا کام سیتی ہے کوئی گوٹا بنتی کوئی ٹوپیاں کاڑھتی یہاں تک کہ کوئی مصیبت کی ماری ماں چرخہ کات کر چکی پیس کر، ماما گیری کر کے بچوں کو پالتی ہے۔ اولاد کی محبت جو ماں کو ہوتی ہے ہرگز بناوٹ اور ظاہر داری کی نہیں ہوتی بلکہ سچی اور دلی محبت ہے اور خدائے تعالیٰ نے جو بڑا دانا ہے یہ مامتا اس لئے ماں باپ کے پیچھے لگا دی ہے کہ اولاد کی پرورش پائے۔ ابتدائے عمر میں بچے نہایت بے بس ہوتے ہیں نہ بولتے نہ سمجھتے نہ چلتے نہ پھرتے۔ اگر ماں باپ محبت سے اولاد کو نہ پالتے تو بچے بھوکوں مر جاتے۔ کہاں سے ان کو روٹی ملتی، کس طرح کپڑا بہم پہنچاتے اور کیوں کر بڑے ہوتے آدمی پر کیا موقوف ہے، جانوروں میں بھی اولاد کی مامتا بہت سخت ہے۔ مرغی بچوں کو دن بھر پروں میں چھپائے بیٹھی رہتی ہے اور اناج کا ایک دانہ بھی اس کو ملتا ہے تو آپ نہیں کھاتی بچوں کو بلا کر چونچ سے ان کے آگے سرکا

دیتی ہے اور اگر چیل یا بلی اس کے بچوں پر حملہ کرنا چاہے تو مطلق اپنی جان کا خیال نہ کر کے لڑنے اور مرنے کو موجود ہوتی ہے۔ غرض ہو نہ ہو یہ خاص محبت ماں باپ کو صرف اسی لئے خدا نے دی ہے کہ ننھے ننھے بچوں کو جو ضرورت ہو انکی نہ رہے۔ بھوک کے وقت کھانا اور پیاس کے وقت پانی، سردی سے بچنے کو گرم کپڑا اور ہر طرح کی آرام کی چیز وقتِ مناسب پر مل جائے۔ دیکھنے سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ یہ پھڑک اسی وقت تک رہتی ہے جب تک بچوں کو اس کی ضرورت اور احتیاج ہوتی ہے، جب مرغی کے بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو وہ ان کو پروں میں چھپانا چھوڑ دیتی ہے اور جب بچے چل پھر کر اپنا پیٹ بھرنے کے قابل ہو جاتے ہیں تو مرغی کچھ بھی ان کی مدد نہیں کرتی بلکہ جب بہت بڑے ہو جاتے ہیں تو ان کو اس طرح مارنے دوڑتی ہے گویا وہ ان کی ماں نہیں۔ آدمی کے ماں باپ کا بھی یہی حال ہے۔ جب تک بچہ ہوتا ہے، ماں دودھ پلاتی ہے اور اس کو گود میں لادے لادے پھرتی ہے۔ اپنی نیند خراب کر کے بچے کو تھپک تھپک کر سلاتی ہے جب بچہ اتنا سیانا ہوا کہ کھچڑی کھانے لگا، ماں دودھ بالکل چھڑا دیتی ہے اور وہی دودھ جس کو برسوں پیار سے پلاتی رہی سختی اور بے رحمی سے نہیں پینے دیتی۔ کڑوی چیزیں لگا لیتی ہے اور بچہ ضد کرتا ہے تو مارتی اور گھڑکتی ہے۔ چند روز میں بچوں کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ گود میں لینا تک ناگوار ہوتا ہے۔ کیا تم نے اپنے چھوٹے بھائی بہن کو اس بات پر مار کھاتے نہیں دیکھا کہ ماں کی گود سے نہیں اترتے۔ ماں ناراض ہو رہی ہوتی ہے کہ کیسا ناہموار بچہ ہے ایک دم نہیں چھوڑتا۔ ان باتوں سے یہ مت سمجھو کہ ماں کو محبت نہیں رہی۔ نہیں نہیں محبت تو ویسی ہی ہے مگر ہر حالت کے ساتھ ایک خاص طرح کی محبت ہوتی ہے اولاد کا حال یکساں نہیں رہتا۔ آج دودھ پیتے ہیں کل کھانے لگے۔ پھر پاؤں چلنا سیکھا۔ بچہ جتنا بڑا ہوتا گیا۔ اسی قدر محبت کا رنگ بدلتا گیا۔ اور زیادہ بڑے ہو کر لڑکے اور لڑکیاں پڑھنے اور لکھنے اور کام کرنے کے واسطے ماریں کھاتے ہیں۔ اگر چہ بے وقوفی سے بچے نہ سمجھیں مگر ماں باپ کے ہاتھوں سے جو تکلیف بھی تم کو پہنچے وہ ضرور تمہارے اپنے فائدے کے واسطے ہے۔ تم کو دنیا میں ماں باپ سے الگ رہ کر بہت دنوں جینا پڑے گا۔ کسی کے ماں باپ تمام عمر زندہ نہیں رہتے۔ خوش نصیب ہیں وہ لڑکے اور لڑکیاں جنہوں نے ماں باپ کے جیتے جی ایسا ہنر اور ایسا ادب سیکھا جس سے ان کی تمام زندگی خوشی اور آرام میں گزری، اور نہایت بدقسمت ہے وہ اولاد جنہوں نے ماں باپ کی زندگی کی قدر نہ کی اور جو آرام ماں باپ کی وجہ سے ان کو میسر ہوا اس کو اکارت اور ایسے اچھے فراغت اور بے فکری کے وقت کو سستی اور کھیل کود میں ضائع کیا۔ عمر بھر رنج و مصیبت میں کاٹی۔ آپ عذاب میں رہے اور ماں باپ کو اپنے سبب عذاب میں رکھا۔ مرنے پر کچھ موقوف نہیں۔ شادی بیاہ ہوئے پیچھے اولاد ماں باپ سے جیتے جی چھوٹ جاتی ہے۔ لڑکوں لڑکیوں کو ضرور سوچنا چاہئے کہ ماں باپ سے الگ ہوئے پیچھے ان کی زندگی کیونکر گزرے گی۔

(مرأۃ العروس ص 7 تا 9)

نظم

بچپن کی گڑیا روٹھ گئی
وہ بھولی دنیا چھوٹ گئی
ماں باپ کا اک چھوٹا سا گھر
نہ غم تھا جس میں نہ کوئی ڈر
بے ریا محبتیں معصوم ہنسی
ہر راہ تھی سیدھی صاف سجی
خود دل تھا اپنا بادشاہ
جب جی چاہا تو کھیل لیا
جب جی چاہا آرام کیا
ماں سایہ ٹھنڈے پیار کا تھا
اور شیروں جیسے باپ کا
دنیا ساری اپنی تھی
ہر خوشبو ہر رنگ ساتھ میں تھے
کتنے بھولے مسئلے تھے

لمحوں میں حل ہونے لگتے تھے
نہ دل کو غمِ زمانہ تھا
نہ یاد آتا ساتھ پرانا تھا
نہ من اور تو کے جھگڑے تھے
کمزور کوئی نہ تگڑے تھے
جیسے ہو کوئی میٹھا خواب
مستی دیتی خوش رنگ شراب
پھر آنکھ کھلی سب بدل گیا
وقت نے اپنی چال چلی
لے سروُ[1] لے آواز چلی
جو سب کچھ ہی لوٹ گئی
سپنوں کی تتلی روٹھ گئی
بچپن کی گڑیا ٹوٹ گئی
وہ بھولی دنیا چھوٹ گئی

[1] لے سروُ لے: خاموش چال

والدین کا نیک نمونہ

والدین کی خواہش اور تمنا ہوتی ہے کہ ان کی اولاد نیک اور متقی ہو۔ اولاد کی تربیت کے لئے ضروری ہے کہ والدین خود تربیت یافتہ اور نیک نمونہ کے مالک ہوں۔ بچہ کی پیدائش کے بعد اس کے سب سے پہلے استاد اور اس کے لئے نمونہ اس کے والدین ہی ہوتے ہیں۔ بچہ جہاں ان کی باتوں اور کاموں کو دیکھ کر سیکھتا ہے وہاں والدین ہی اس کو اچھے اور برے کی تمیز سکھاتے ہیں۔ والدین ہی اس کا کردار بناتے اور اس کا مستقبل سنوارتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

''ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔''

(مسلم، کتاب القدر)

یعنی قریبی ماحول سے بچے کا ذہن متاثر ہوتا ہے جیسے جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے کیا تمہیں ان میں سے کوئی کان کٹا نظر آتا ہے؟ یعنی بعد میں لوگ اس کا کان کاٹتے ہیں اور اسے عیب دار بنا دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بچہ میں اخذ کرنے اور نقل کرنے کا مادہ ہوتا ہے۔ ماں باپ یا جن لوگوں کی نگرانی میں وہ تربیت حاصل کرتا ہے۔ وہ اسے جو باتیں سکھائیں گے تو وہ انہی کی باتیں قبول کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور ان کو متقی اور دیندار بنانے کی سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔''

پھر فرمایا: ''کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادمِ دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں۔ تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو

متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی، اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں۔''

والدین خود نمازی بن کر اپنا نمونہ پیش کریں اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''سب سے اہم بات یہ ہے کہ بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں کیونکہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں۔ اس کی عادت بچوں کو ڈالنی چاہئے اور اس کے لئے سب سے بڑا والدین کا اپنا نمونہ ہے۔ اگر وہ خود نمازی ہوں گے تو بچے بھی نمازی بنیں گے، نہیں تو صرف ان کی کھوکھلی نصیحتوں کا بچوں پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔''

نیک نمونہ بڑی عمدہ چیز ہے۔ گھر کی چاردیواری میں بچے اپنے والدین کا نمونہ دیکھ کر نقل کی کوشش کرتے ہیں اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ بچے والدین کے اخلاق اور طرزِ زندگی سے متاثر ہوتے ہیں اور ان کے رنگ میں رنگین ہونے کی سعی کرتے ہیں، کیونکہ وہی اول ماڈل ان کے سامنے ہوتا ہے۔ اگر بچہ کے سامنے دن رات اور صبح و شام اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہوگا تو اس کے اخلاق خود بخود اچھے ہوتے جائیں گے اور وہ اچھی باتوں کو ہی پسند کرے گا اور بری باتوں سے نفرت کرے گا۔ والدین کا دینی اور اخلاقی ماحول اسے ہر وقت اپنی حفاظت میں رکھے گا اور اسے خراب ہونے سے بچائے گا۔ والدین کے قول و فعل میں تضاد کو بچے فوراً نوٹ کر کے بڑا برا اثر لیتے ہیں۔ اس لئے تربیتِ اولاد کے لئے یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ اپنا نیک نمونہ قائم کیا جائے اور اپنے نیک نمونہ سے اپنے بچوں کے لئے صراطِ مستقیم کے ذریعہ جنت کا رستہ ہموار کیا جائے۔

ایک بزرگ سے جب تربیتِ اولاد کا نسخہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے لئے تین باتوں کی ضرورت ہے۔ اول: ذاتی نمونہ، دوم: ذاتی نمونہ، اور سوم: ذاتی نمونہ۔ یعنی والدین کا ذاتی اور اخلاقی نمونہ بچوں کے لئے ایسی اہمیت رکھتا ہے کہ بسا اوقات یہ اکیلی چیز ہی ان کی تربیت کے لئے کافی ہو جاتی ہے۔ پس بچوں کی تربیت کے لئے والدین کو گھروں میں نہایت نیک اور پاک نمونہ دکھانے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ بچوں کی تربیت اور اخلاقی نشو نما کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

نکلیں تمہاری گود سے پل کر وہ حق پرست
ہاتھوں سے جن کے دین کو نصرت نصیب ہو

☆☆☆☆

پیٹرولیم جیلی

پیٹرولیم جیلی ایک ایسی چیز ہے، جو اکثر گھروں میں موجود ہوتی ہے، مگر اکثر گھروں میں اس کا استعمال مخصوص مقاصد کے لئے ہوتا ہے۔ شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو، جس کی سنگھار میز یا دراز میں ویزلین موجود نہ ہو۔ اسی طرح پیٹرولیم جیلی بھی ہر گھر میں ہی موجود ہوتی ہے اور اگر نہ بھی ہو تو بازار سے نہایت کم قیمت پر بہ آسانی خریدی جا سکتی ہے۔ یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے، بلکہ موم آئل اور دوسرے قدرتی اجزا پر مشتمل ایک خاص مصنوع ہے۔ جو سستی تو ہے مگر اس کے بے پناہ فائدے ہیں۔ اگر چہ ہم میں سے بہت سے لوگ اس بات سے واقف نہیں کہ پیٹرولیم جیلی صرف سردیوں میں خراب یا پھٹی ایڑیوں میں استعمال نہیں کی جاتی، بلکہ اس کو ہم اور بھی بہت سے مقاصد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

پیٹرولیم جیلی ایک مکمل جسمانی لوشن بھی ہے۔ سردیوں میں جلد خشک ہو جاتی ہے۔ ایسے میں اسے جسم کے کسی بھی حصے پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ خصوصا چہرے اور ہاتھوں اور پیروں پر۔

پیٹرولیم جیلی پلکوں کو گھنا کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ رات سونے سے پہلے بالکل تھوڑی سی مقدار میں جیلی کو اپنی پلکوں پر لگائیں۔ دو ہفتوں میں ہی پلکوں کو لمبا اور گھنا محسوس کریں گی۔

آپ بال کسی بھی طرح سنوارتی ہوں، اکثر خشک بال ہونے کی وجہ سے بال ٹھہرتے نہیں۔ ایسے روکھے بالوں پر اگر آپ پیٹرولیم جیلی لگائیں۔ اس سے بال نہ صرف چمک دار نظر آئیں گے، بلکہ گھنے بھی محسوس ہوں گے۔ تھوڑی سی جیلی کو اپنی انگلیوں کی مدد سے بالوں پہ لگائیں۔ پیٹرولیم جیلی میک اپ صاف کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کسی تولیے، نرم کپڑے یا روئی پر پیٹرولیم جیلی لگائیں اور میک اپ اُتار لیں۔ مسکارا اتارنے میں بھی پیٹرولیم جیلی خاصی معاون ثابت ہوتی ہے۔

کمزور ناخنوں کے کنارے بہت جلد ٹوٹ جاتے ہیں، جو دیکھنے میں بھی برے لگتے ہیں۔ ناخنوں کی مضبوطی کے لئے ان میں پیٹرولیم جیلی لگائیں۔ اکثر لوگوں کی کہنیاں کالی اور کھردری ہو جاتی ہیں۔ ان پر

روزانہ پیٹرولیم جیلی سے ہلکا مساج کریں تو کہنیاں آہستہ آہستہ نرم ہوجائیں گی اور اس میں موجود پیچ سے ان کی رنگت بھی نکھر جائے گی۔

پیٹرولیم جیلی بچوں کے لئے بھی مفید ہے۔ بچوں کو ڈائپر پہنانے سے پہلے پیٹرولیم جیلی لگادیں، تو اس سے بچے آرام محسوس کرتے ہیں اور رات کو نیند بھی سکون سے لیتے ہیں۔ کچھ بچے نہاتے ہوئے روتے ہیں کیوں کہ ان کی آنکھوں میں صابن چلا جاتا ہے، جو جلن کا باعث بنتا ہے۔ اس کے لئے بہترین حل یہ ہے کہ ان کی بھنوؤں پر پیٹرولیم جیلی لگادیں۔ اس سے ان کی آنکھیں صابن اور شیمپو سے محفوظ رہیں گی۔

پیٹرولیم جیلی ہلکے پھلکے زخموں سے رگڑ لگ جانا، خراش پڑجانا وغیرہ سے نجات دلانے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے، چونکہ زخموں کو ختم کرنے کے لئے موائسچرائزنگ یعنی چکناہٹ اور نمی کی بہت ضرورت ہوتی ہے اور پیٹرولیم جیلی میں موائسچرائزنگ کی خصوصیات موجود ہوتی ہیں۔

پیٹرولیم جیلی نہ صرف آپ کے بیوٹی بکس کا اہم جز ہے، بلکہ یہ آپ کے گھریلو ٹوٹکوں میں استعمال کی جانے والے بھی ایک اہم ترین چیز ہے۔

پیٹرولیم جیلی کے استعمال کے چند گھریلو نسخے:

☆اگر کسی کپڑے پر لپ اسٹک کا داغ لگ جائے تو اسے دھونے سے پہلے اس پر پیٹرولیم جیلی لگائیں، داغ صاف ہوجائے گا۔

☆کسی جگہ پر چیونگم چپک جائے تو وہاں پیٹرولیم جیلی لگائیں اور اس وقت تک رگڑیں جب تک چیونگم الگ ہونا شروع نہ ہوجائے۔

☆چمڑے کے جوتوں پر پالش کرنے کا نہایت آسان طریقہ ہے۔ انگلی پر تھوڑی سی پیٹرولیم جیلی لے کر جوتوں پر مل دیں اس کے بعد جوتوں کو کسی پرانے کپڑے سے صاف کریں اور پھر جوتوں کی چمک دیکھیں۔

☆لکڑی کے فرنیچر پر اکثر پانی کے گلاس سے بننے والے گول دائرے پڑ جاتے ہیں۔ انہیں ختم کرنے کے لئے رات بھر اس داغ پر پیٹرولیم جیلی لگادیں اور صبح صاف کر لیں۔ داغ دور ہوجائے گا۔

☆اگر دروازے کھولتے اور بند کرتے ہوئے آواز کرتا ہو، تو ان کے قبضوں پر پیٹرولیم جیلی لگادیں۔ دروازوں کی چڑچڑاہٹ بند ہوجائے گی۔

☆اگر پرفیوم کی خوش بو جلد ختم ہوجاتی ہے تو ہاتھوں پر ہلکی سی پیٹرولیم جیلی لگانے کے بعد پرفیوم چھڑکیں تو خوش بو دیر تک رہے گی۔

طنز و مزاح

آجکل

ہیں وبائیں تین پھیلی ،آجکل ہر شہر میں
وائرس ،ڈینگی و لڑکی دیکھنا ہر شہر میں

تھے بہت مشہور طوطے ،کینگر و آسٹریلین
اب ہیں رشتے اور ویزے روبرو آسٹریلین

ویلیو ہے ان گلوبل رشتوں کی اب اس قدر
حیثیت کٹ پیس کی سی رہ گئی جو ہیں ادھر

ملٹی نیل ہوتے تھے ویزے ملٹی پل اب فیملی
ابا سڈنی، اماں یو کے، پسران روس و جرمنی

ہو اگر وابستہ کوئی پھر تو وہ ویٹنگ پہ ہے
چار یا پھر چھ برس ایمبیسی کی سیٹنگ پہ ہے

لے تو جانے ہیں یہاں سے چُن کے جو لاکھوں میں ہیں
پر وہاں کی گوریوں کی چاہتیں آنکھوں میں ہیں

چاہے ہو یورپ یا امریکہ یا پھر جاپان ہو
رُول اتنے سخت ہیں دل چاہے پاکستان ہو

اک نہیں قانون کا ہی خوف مخبر کا بھی ڈر
خامشی سے جا رہی ہے ہر گھڑی اوپر خبر

صرف باہر ہی نہیں گھر کا ہے بھیدی اک طرف
اک ذرہ سا فیکس اس کے بعد پھر آخر کی صف

ہے عجب مشکل مواقع ہیں مگر نگران بھی
اس سے تو بہتر وطن تھا اور امی جان بھی

جو یقیں رکھتی تھیں بیٹا ایک ہے پر نیک ہے
دوست کے گھر ہوگا شاید ان کے ہاں شب دیگ ہے

تھا خیال خام کہ ہوں گی یہاں رنگینیاں......
دیس سے بے دیس ہو کر بھی وہی پابندیاں

کام دن بھر، شام میں اجلاس، یہ سوچا نہ تھا
دوریاں ،مجبوریاں، شیتاً کبھی سوچا نہ تھا

بہی اور اس کی افادیت

بہی کو انگریزی زبان میں Quince کہا گیا ہے۔

اس کو عربی زبان میں سفرجل safarjal کہا گیا ہے۔

بہی ایک مفید پھل ہے جس کو تقریباً سیب کے خاندان سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس کے چھلکے کا رنگ زرد ہے اور گودا سفید ہوتا ہے۔ یہ دو اقسام میں پایا جاتا ہے۔ ایک کھٹا اور دوسرا میٹھا۔ اس کا بیج بہی دانہ کہلاتا ہے۔ یہ دونوں حالتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ پھل تازہ بھی استعمال ہوتا ہے اور اس کا مربہ اور جیم بنا کر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور یونانی طریقہ علاج میں ادویات میں استعمال ہوتا اس پھل کا سیزن ستمبر سے جنوری تک ہوتا ہے۔

فوائد:۔ بہی کا پھل خشک کھانسی کا بہترین علاج ہے۔ یہ پھل تازہ خون پیدا کرتا ہے۔ ہاضمہ درست کرتا ہے۔ دودھ پلانے والی ماؤں کیلئے نہایت فائدہ مند ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کو کنٹرول کرتا ہے۔ دل کے مریضوں کیلئے بھی فائدہ مند ہے۔ یہ پھل دل و دماغ اور جگر کو تقویت دیتا ہے اور پیاس بھی بجھاتا ہے۔ حاملہ عورت اگر اس پھل کو کھائے تو حمل گرنے کا امکان نہیں رہتا۔ وزن کم کرنے میں بھی یہ پھل معاون ثابت ہوا ہے۔ اس میں شامل اجزاء میں وٹامن سی کا خزانہ موجود ہے۔ منہ سے خون آنے کے امراض میں اس پھل کا استعمال نہایت مفید ہے۔

احتیاطی تدابیر: بہی کھانے کے بعد استعمال کریں۔ کھانے سے پہلے اس کا استعمال قبض پیدا کرتا ہے۔ یہ پٹھوں کو کمزور کرتا ہے۔ قولنج پیدا کرتا ہے۔ اس لئے سرد مزاج والے اسے شہد کے ہمراہ کھائیں ورنہ مضر صحت ثابت ہوسکتا ہے۔

بہی دانہ اور بیماریوں کا علاج: بہی کا بیج بہی دانہ کہلاتا ہے۔ یہ مختلف بیماریوں میں بطور علاج استعمال ہوتا ہے اور نہایت مفید ہے۔

جلے کے علاج کیلئے: بہی دانہ کا لعاب نکال کر جلے ہوئے مقام پر لگانا بہت فائدہ دیتا ہے۔

منہ کے چھالوں کیلئے:۔ بہی دانہ چوسنے سے منہ کے چھالوں سے جلد شفا ملے گی۔

خشک کھانسی اور حلق کی کھڑکھڑاہٹ کا موثر علاج:۔ بہی دانہ خشک کھانسی کے بے حد موثر علاج ہے۔ اس کا لعاب حلق کی کھڑکھڑاہٹ کیلئے بے حد مفید ہے۔

خسرہ سے آرام ہونے پر اکثر بچوں کو گرمی کے دست آنے لگتے ہیں۔ ایسی حالت میں بہی دانہ کا لعاب شربت صندل اور عرق کیوڑہ ملا کر پلاتے ہیں۔

بزمِ ناصرات

پیاری ناصرات! سدا خوش رہیں۔

خدا تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا مقصد اپنی عبادت رکھا ہے اور دعا عبادت کی روح ہے۔ اور انسان کو خدا تعالیٰ نے اچھائی کا اور برائی کا راستہ واضح طور پر بتا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں سیدھے راستہ پر چلنے کی دعا بھی سکھائی ہے۔ لہٰذا ہم سب کو نیک بننے اور سیدھے راستہ پر چلنے کی کوشش اور دعا ہمیشہ کرتے چلے جانا چاہئے۔

......حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ قرآن کا خلاصہ اور اس کا مغز ہے اور اس سورۃ کو کثرت کے ساتھ پڑھنا چاہئے اور اگر کوئی آپ سے یہ پوچھتا کہ کوئی وظیفہ بتائیں تو آپ نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ سورۃ فاتحہ کثرت سے پڑھنے کی ہدایت فرماتے اور آپ کا خود بھی یہ معمول تھا۔

ہمیں اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے دوسروں کے لئے دعا کرنے سے دعا جلد قبول ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ توفیق ملتی ہے۔ دعا قبول ہونے کے چند طریق جو حضرت مصلح موعود نے بتائے ہم آپ کو مختصراً بتاتے ہیں۔

☆ ......انسان خدا تعالیٰ کی حمد کرے۔ جب کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کو بیان کر کے کچھ مانگتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا محتاج بندہ جو کچھ مانگتا ہے اسے دے دیا جائے۔......

☆ ہر ایک دعا خدا تعالیٰ کے اسماء (ناموں) کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتی ہے اس لئے جب کوئی انسان دعا مانگنے لگے تو اسے چاہئے کہ اول اپنی حاجت اور ضرورت کو دیکھے اور پھر اس کے مطابق خدا تعالیٰ کے نام کو تلاش کرلے اور اس نام کو لے کر خدا تعالیٰ کو پکارے تو بہت جلد دعا قبول ہو جاتی ہے۔

☆ ......خدا تعالیٰ کا نام اللہ ایک ایسا نام ہے جس کو پکار کر اپنے مدّعا اور مقصد کے مطابق خدا تعالیٰ کی کوئی صفت اسے یاد نہ آتی ہو تو اسے چاہئے کہ اللہ کو پکار کر اپنی دعا کرے کیونکہ یہ ایک نام ہے جو اس کی تمام صفات پر حاوی ہے۔......

پیاری بچیو! اللہ سے بہت پیار سے ہر وقت ڈھیروں دعائیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی ساری دعائیں اور عبادتیں قبول فرمائے۔

میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لیکر امید بھاری
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

دین احمد کا ہر دم سہارا بنو

یہ دعا ہے تمہارے لئے ناصرات
کام ایسے کرو کہ بنو صالحات
اپنے مولیٰ کی بن جاؤ تم عابدات
اور آقا کی بنو قانتات
دین احمدؐ کا ہر دم سہارا بنو
احمدیت کا روشن مینارہ بنو
تم اندھیروں میں شمع ہدایت بنو
چار سو تم ترقی کی جانب بڑھو
سخت باتیں سنو اور ان کو سہو
ٹوٹے رشتوں کو آپس میں تم جوڑ دو
دشمنوں سے بھی اپنے محبت کرو
پیار کا یہ علم تم اٹھا کر چلو
نیک کاموں میں پاؤ گی گر تم مزہ
بن کے سورج چمکتی رہو گی سدا
سبھی لوگ خوش ہو کے دیں گے دعا
مولیٰ اس کا اجر دے گا تم کو سدا
تم کرو دور اپنی اگر سستیاں
اس زمیں کو بنا دو گی تم کہکشاں
رشک تم پر کریں یہ زمیں آسماں
قافلہ یہ چلے کامراں جاوداں

ذرا مسکرائیں

☆ بچے امتحان دینے کے بعد۔

پہلا: مجھے کچھ نہیں آتا تھا میں نے پیپر خالی چھوڑ دیا۔

دوسرا: میں نے بھی۔

تیسرا: لو! اب ٹیچر سمجھیں گی ہم نے نقل کی ہے۔

☆☆☆☆

☆ ایک آدمی ڈاکٹر سے: مجھے رات کو نیند میں گدھے فٹبال کھیلتے نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر: تمہیں دوائی لکھ دیتا ہوں کھا لینا۔

آدمی: دوائی کل کھا لوں۔

ڈاکٹر: کیوں؟

آدمی: آج ان کا فائنل ہے وہ ضرور دیکھنا ہے۔

لائین ملائیں اور رنگ بھریں

تاریخی کہانی
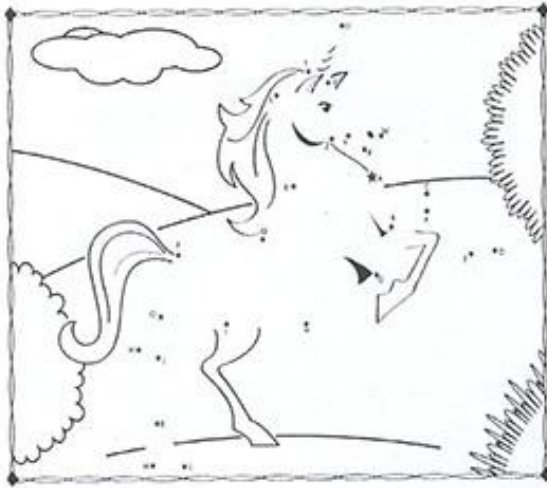
پرانے کپڑے اور جوتے

سلطان محمود غزنوی کے وزیر ایاز نے اپنے پرانے کپڑے اور جوتے ایک کمرے میں رکھے ہوئے تھے۔ وہ روزانہ اس کمرے میں جاتا اور اپنے پرانے کپڑوں اور جوتوں کو دیکھ کر کہتا "اے ایاز...... "قدر خود بشناس" اے ایاز اپنی قدر پہچان، بادشاہ کی خدمت میں آنے سے پہلے تیری یہ اوقات تھی۔ پیوند لگے ہوئے یہ کپڑے اور جوتے پہنتا تھا۔ اپنے موجودہ مرتبے پر نازاں ہو کر اپنی اصل کو نہ بھول جانا۔

دیکھنے والے بھی قیامت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کا روزانہ کوٹھری میں جانا بھلا کب تک پوشیدہ رہ سکتا تھا۔ دوسرے امراء وزیر اس سے حسد کرتے تھے۔ انہوں نے بادشاہ کے دل میں شبہ ڈالنے کی کوشش کی اور کہا کہ ایاز نے ایک کمرہ زبردست تالوں سے بند کر رکھا ہے۔ کسی کو اندر جانے نہیں دیتا اور نہ ہی کسی کو بتاتا ہے کہ اس میں کیا بند ہے...... ہو سکتا ہے شاہی خزانے سے بیش بہا جواہر چرا چرا کر اس میں رکھتا ہو۔ اس کمرے کی تلاشی لی جائے۔ اس کی وفاداری کا بھرم کھل جائے گا۔ بادشاہ ایاز کی وفاداری اور پاکبازی پر پورا یقین رکھتا تھا۔ بادشاہ نے کہا اس کمرے کا قفل کھولا جائے اور اس میں جتنا مال و دولت اس میں ذخیرہ کیا ہوا ہے، اس کے متعلق مجھے آگاہ کیا جائے۔ بادشاہ کا حکم پاتے ہی حاسدین نے قفل توڑ ڈالا انہوں نے کوٹھری کا چپہ چپہ چھان مارا انہیں سوائے بوسیدہ کپڑوں اور جوتوں کے کچھ نہ ملا۔ آپس میں کہنے لگے ایاز بہت چالاک ہے ضرور اس نے زر و جواہر زمین میں دفن کر رکھے ہوں گے۔ انہوں نے کدالیں اور پھاؤڑے لے کر سارے کمرے کا فرش کھود ڈالا مگر کچھ ہاتھ نہ آیا پھر جھنجھلا کر کوٹھری کی دیواریں توڑنے لگے۔ شاید وہ خزانہ اینٹوں کے اندر چھپا ہوا ہو۔ آخر کار ندامت اور پشیمانی کا پسینہ ان کی پیشانیوں سے بہہ بہہ کر چہرے پر آنے لگا۔ وہ سوچ رہے تھے کہ بادشاہ کو کیا جواب دیں گے۔ آخر کار مایوس ہو کر چہروں پر گرد و غبار لئے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے پوچھا! تم نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے اور وہ مال و دولت کہاں ہے جو تمہیں ایاز کے کمرے سے ملی ہیں۔ سب حاسدین بادشاہ کے قدموں میں گر پڑے۔ ان میں اتنی ہمت نہ رہی کہ بادشاہ کے روبرو کھڑے رہتے۔ بادشاہ نے کہا "میں نہ تمہیں چھوڑوں گا نہ سزا دوں گا۔ یہ معاملہ ایاز کی صوابدید پر ہے، کیونکہ تم نے اس کی عزت پر حملہ کیا

ہے۔ پھر ایاز کو مخاطب کر کے کہا ''اے نیک بخت تو اس امتحان میں سرخرو نکلا۔ یہ مجرم تیرے ہیں اور تجھے پورا اختیار ہے کہ انہیں جو چاہے سزا دے۔'' ''یہ تو آپ کو ہی اختیار ہے آپ بادشاہ سلامت ہیں۔'' بادشاہ نے پوچھا تم ہر روز اس کمرے میں کیا کرتے ہو۔

ایاز کی آنکھوں سے موتیوں کی لڑی جاری ہوگئی۔ کہنے لگا ''اے بادشاہ ذی جاہ! میرا موجودہ مرتبہ آپ ہی کے لطف وکرم کا مرہون منت ہے ورنہ میں تو حقیقت میں ایک مسکین غریب آدمی ہوں۔ یہ میری غریبی کے دنوں کی یادگار ہیں۔ ان کی حفاظت کرنے سے میری غرض یہ ہے کہ اپنے بلند منصب اور شان پر مغرور ہو کر اپنی حقیقت کو نہ بھول جاؤں اصل میں میں ان کی حفاظت نہیں کرتا بلکہ اپنی اصل کی حفاظت کرتا ہوں۔ انسان کو ہر دم اپنی حقیقت سے آگاہ رہنا چاہئے۔ ورنہ بعض لوگ اپنی حقیقت کو فراموش کر کے خدا بننے کی کوشش کرتے ہیں جس کا نتیجہ خسارے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔'' بادشاہ نے فخر سے ایاز کی طرف دیکھا اور کہا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے یہ مجرم تمہارے ہیں تم انہیں سزا سناؤ ایاز نے کہا ''میں بندہ ناچیز ہوں جب اللہ ہمارے اتنے بڑے بڑے گناہ معاف کر دیتا ہے تو ہمیں بھی معاف کر دینا چاہئے۔

مزاحیہ نظم

ہمہ وقت کھانے کو جی چاہتا ہے
زباں ہی چلانے کو جی چاہتا ہے

پڑھائی میں لگتا نہیں دل ہمارا
مگر فرسٹ آنے کو جی چاہتا ہے

علم کا نشاں تک نہ ہو جس جگہ پر
وہاں بھاگ جانے کو جی چاہتا ہے

جو ٹیچر بھی ہم کو پڑھانے کو آئے
چڑانے ستانے کو جی چاہتا ہے

کبھی پڑھتے پڑھتے اگر نیند آئے
تو بستر سرہانے کو جی چاہتا ہے

جو پڑھنا پڑے ہم کو سارے ہی گھنٹے
تو پھر جاں سے جانے کو جی چاہتا ہے

خود جو اپنے گریباں میں جھانکیں
تو آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے

طب وصحت

ذیابیطس میں غذا کی اہمیت

ہم جو بھی خوراک کھاتے ہیں وہ ہضم ہونے کے بعد بیشتر حصہ گلوکوز میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہی شکر ہمارے جسم کی مشینری کو چلانے کے لئے ایندھن کا کام کرتی ہے۔ ہمارے جسم میں رواں دواں خون کی نالیاں گلوکوز کو سیلز (cells) تک پہنچاتی رہتی ہیں۔ جہاں سے یہ انرجی بن کے پورے جسم میں پھیلتا ہے۔ ایک ہارمون جسے انسولین کہتے ہیں۔ اسی کی مدد سے سیلز (cells) گلوکوز کو اپنے اندر جذب کر لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ جن کو ذیابیطس کا مرض نہیں ہوتا ان کا جسم از خود یہ ہارمون یعنی انسولین حسبِ ضرورت پیدا کرتا رہتا ہے۔

ذیابیطس کا مرض لاحق ہونے کی صورت میں جسم یا توسرے سے انسولین بناتا ہی نہیں یا پھر اتنی کم مقدار میں بناتا ہے کہ وہ کافی نہیں ہوتی ایسی صورت میں گلوکوز سیلز (cells) کے اندر جذب نہیں ہو پاتا۔ اور وہ خون کے اندر جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

ذیابیطس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی انسولین والی اور دوسری ٹائپ ٹو کہلاتی ہے۔ پہلی قسم میں جسم کے اندر انسولین پیدا ہی نہیں ہوتی یا پھر اتنی کم مقدار میں کہ وہ کافی نہیں ہوتی۔ جب یہ گلوکوز کو انرجی میں تبدیل کرنے سے قاصر رہتی ہے تو پھر جسم میں موجود چربی جلنے لگتی ہے جب چربی جل کر انرجی بننے لگتی ہے تو Ketones بننے لگتے ہیں جو اگر خون میں جمع ہونے لگیں تو بہت پیچیدہ امراض کا موجب بنتے ہیں۔

ٹائپ ٹو (2) قسم کی ذیابیطس میں انسولین کم مقدار میں پیدا ہوتی ہے یا پھر وہ مناسب طریقے سے کام نہیں کر رہی ہوتی۔ ایسے لوگوں کے لئے غذا کی بے حد اہمیت ہے۔

نمبر 1: کیوں، کب۔ کتنا اور کیسے کھانا ہے یہ ان کے لئے اتنا ہی اہم ہے جتنی کہ دوا۔ بیشتر مریض تو صرف غذا سے ہی مرض پر کنٹرول حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مخصوص گولیاں کھانے سے وہ اپنے جسم میں موجود انسولین کو زیادہ مقدار میں پیدا کرنے لگتے ہیں۔ ایسے مریضوں کے لئے غذا کے ساتھ ساتھ ورزش بھی بے حد اہم ہے۔ روزانہ تیس (30) سے چالیس (40) منٹ کی سیر یا ورزش پٹھوں کے عضلات کو

انسولین بہتر طریقے سے خرچ کرنے میں بہت مفید ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے جسم کو زیادہ انسولین خرچ کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

ذیابیطس کی گولیاں انسولین نہیں ہوتیں بلکہ یہ جسم میں موجود انسولین کو boost کرتی ہیں۔ یعنی تیز کرتی ہیں کہ وہ انسولین بنائے۔

ٹائپ ٹو (2) قسم کی ذیابیطس میں پروٹین، کاربوہائیڈریٹ اور چکنائی وغیرہ کی مناسب مقدار ہونا ضروری ہے اور کم وقت میں زیادہ کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ تاکہ انسولین پر بوجھ نہ پڑے۔ کیونکہ جتنا زیادہ کھانا زیادہ ہی وقت میں کھایا جائے گا اتنی ہی انسولین درکار ہوگی یہ بے حد اہم ہے کہ خوراک اتنی ہی مقدار میں کھائی جائے جو کہ جسم میں موجود انسولین کی مقدار سے میچ کرتی ہو اور جسمانی مشقت کے عین مطابق ہو۔ اس طرح نہ صرف بہتر زندگی کا لطف اٹھایا جا سکتا ہے بلکہ بہت حد تک ذیابیطس سے وابستہ تکالیف سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ ذیابیطس ماپنے والے آلہ کی مدد سے بخوبی پتہ چل سکتا ہے کہ خوراک اور جسمانی مشقت سے خون میں گلوکوز کے درجہ پر کس طرح اثر ہوتا ہے۔ خوراک کی زیادتی اور کم جسمانی مشقت سے خون میں گلوکوز کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ کم خوراک اور زیادہ مشقت سے یہ مقدار کم ہو کر بہت سی پیچیدگیوں کا سبب بھی بن جاتی ہے اور لاعلمی میں موت بھی واقع ہو سکتی ہے اس لئے مناسب خوراک اور مناسب ورزش مناسب وقفوں کے ساتھ جاری رہے تو خون میں گلوکوز کے درجہ کو بہت حد تک نارمل رکھا جا سکتا ہے اور یہ ہی اس مرض میں سب سے بڑی کامیابی ہے۔

ذیابیطس کے مریض عام لوگوں کی نسبت دل کے دورہ کے بھی زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ کیونکہ خون میں چربی (کولیسٹرول) کی مقدار زیادہ ہونے کی وجہ سے دل کے امراض جنم لیتے ہیں۔ اسلئے ذیابیطس والے لوگوں کو چکنائی کم سے کم استعمال کرنا چاہئے اور اپنے وزن کو بھی اعتدال میں رکھنا چاہئے۔ موٹاپے پر قابو پانا ایک طرح سے اس مرض کے لئے بے حد ضروری ہے۔

ذیابیطس والے مریضوں کو ایسی غذا کھانا چاہئے جس میں تنوع ہو یعنی وٹامنز، نمکیات، کاربوہائیڈریٹ، پروٹین اور چکنائی شامل ہو۔

یہ سب وہ بنیادی جزو ہیں غذا کے جن کو متوازن اور مناسب مقدار میں استعمال کر کے صحت مند زندگی گزاری جا سکتی ہے۔

چہل قدمی (واک)

صحت بہت بڑی نعمت ہے۔ صحت ہو تو ہم اپنی ہر ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنا اور اپنی خوراک کا خیال رکھیں گی تو ہم صحت مند رہیں گی۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ خواتین کو چاہئے کہ چہل قدمی یعنی (واک) کو اپنی عادت بنائیں کیونکہ چہل قدمی جسم سے فالتو چربی کو زائل کرتی ہے اور جسم کو صحت مند رکھتی ہے چہل قدمی سے جسم میں پسینہ آتا ہے جس کی وجہ سے فالتو چربی اور زہریلے فاسد مادے ہمارے جسم سے خارج ہو جاتے ہیں اور ہم صحت مند رہتے ہیں۔

بعض خواتین خود کو فٹ رکھنے کے لئے جم (jim) جوائن کرتی ہیں جہاں وہ بھاری معاوضہ دے کر سارا دن مختلف قسم کی ورزش کرتی ہیں۔ جو خواتین جم جوائن نہیں کر سکتیں وہ چہل قدمی کیا کریں شروع میں دس سے بیس منٹ تک بھی کر سکتی ہیں پھر اس کو آہستہ آہستہ بڑھا تی جائیں۔

اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ایک تو آپ تر و تازہ ہو جائیں گی اور دوسرا یہ کہ اس سے ہڈیوں میں مضبوطی آئے گی۔ بعض خواتین جن کی عمر 35 سے اوپر ہو جاتی ہے وہ ہڈیوں کے مختلف مسائل سے دوچار ہو جاتی ہیں جبکہ چہل قدمی کی عادت کو اپنانے والی خواتین ان مسائل سے بچی رہتی ہیں۔ کم از کم دو میل تک روزانہ چہل قدمی کرنے سے ذہنی دباؤ میں بھی کمی آتی ہے۔ چہل قدمی کرتے وقت چھوٹے چھوٹے اور تیز قدم اُٹھائیں اور اس وقت جو کپڑے اور خاص طور پر جو جوتے پہن رکھے ہوں وہ آرام دہ ہوں۔ صبح کا وقت اس کے لئے موزوں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت نہ تو گرمی ہوتی ہے نہ ہی آلودہ ماحول۔ اس لئے کھلی اور صاف ستھری فضا میں سانس لینا بھی فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس لئے ممکن ہو تو چہل قدمی کو اپنی روٹین کا حصہ بنائیں تا کہ بہت سی بیماریوں سے بچ سکیں اور ایک صحت مند زندگی گزار سکیں۔

☆☆☆☆

مضمون نگاروں سے گزارش

مضمون نگاروں سے درخواست ہے کہ مضامین بھجواتے وقت درج ذیل امور کا خاص خیال رکھیں۔

☆ صفحے کے صرف ایک طرف لکھیں۔

☆ دائیں طرف چوڑا حاشیہ کم از کم ڈیڑھ انچ ضرور چھوڑیں۔

☆ لکیر دار کاغذ ہو تو ایک سطر چھوڑ کر لکھیں۔ بغیر لکیر کاغذ کی صورت میں دو سطروں میں واضح فاصلہ رکھیں۔

☆ اوور رائیٹنگ ہرگز نہ کریں۔ یعنی لفظ کو لکھ کر اسی کو درست نہ کریں بلکہ کاٹ کر نیا لفظ تحریر کریں۔

☆ پرانے اور تاریخی واقعات کی صورت میں ماخذ کا حوالہ ضرور دیں۔

☆ حوالے دیتے ہوئے کتاب کا نام، مصنف کا نام، تاریخ اشاعت، صفحہ نمبر اور پبلشر کا نام ضرور درج کریں نیز یہ کہ کون سا ایڈیشن ہے۔

☆ مضمون کی نقل اپنے پاس رکھیں۔ عام طور پر مضمون واپس نہیں کیا جاتا۔

☆ مضمون خود لکھنے کی کوشش کریں اور کسی دوسرے کی تحریر "مرسلہ" لکھ کر ہرگز نہ بھجوائیں۔

☆ نظم، غزل اپنی لکھی ہو تو بھجوائیں دوسرے شاعروں کی نظمیں اپنے نام سے نہ بھجوائیں۔ ردیف قافیہ اوزان صحیح ہوں۔ اور شاعری کے مروّجہ معیار پر پوری اترتی ہوں اور اگر ممکن ہو تو کسی اچھے شاعر سے اصلاح لے کر بھجوایا کریں۔

اُمید ہے آپ اپنی تحریریں بھجوا کر ممنون فرمائیں گے۔

شکریہ

یادِ رفتگان

ماں ایک روشن چراغ

ماں کا لفظ زبان پر آتے ہی منہ میں شیرینی گھل جاتی ہے اور پیار کا موجیں مارتا سمندر جیسا احساس دل میں جاگ اُٹھتا ہے۔ 12 جون 2012ء کا طلوع ہونے والا سورج ہمارے گھر میں قیامت برپا کر گیا اور ہمارے سروں پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا جب ہماری بہت ہی پیاری محبت کرنے والی ماں مکرمہ بشریٰ بیگم اہلیہ نذیر احمد صاحب سہگل مرحوم ہمیں روتا تڑپتا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جاملیں۔ ابھی ہم پہلا غم بھلا نہ پائے تھے کیونکہ تین ماہ پہلے 11 مارچ 2012ء کو چند گھنٹوں کی مختصر علالت کے بعد ہمارے والد ہم سے بچھڑ گئے تھے۔

آپ انتہائی سمجھدار اور باشعور تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور قرآن پاک کی تلاوت باقاعدگی سے کرتیں۔ غریبوں کی ہمدرد اور دوسروں کا دکھ درد بانٹنے والی تھیں۔

سلائی کڑھائی، بُننگ، کروشیا نیز ہر کام میں ماہر تھیں۔ بہت سی بچیوں کو قرآن پاک پڑھانے کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی سکھایا۔ غریب بچیوں کی شادیوں میں بھی بھرپور مدد کرتیں۔

آپ اللہ کے فضل سے موصی تھیں۔ آپ نے چندہ وصیت اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ جماعت کے پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ نفلی روزہ کے دن بیت میں ڈیوٹی دینے والے خدام کے لئے سحری بنا کر بھیجتیں۔ خطبہ باقاعدگی سے سنتیں اور حضور کو باقاعدگی سے دعائیہ خط لکھواتیں۔

آپ بہت مخلص خدمت گزار بہو تھیں۔ ہر وقت حقوق کو احسن طریقے سے ادا کرنے والی بے لوث خدمت کرنے والی بیوی اور بہت اچھی ماں تھیں۔ آپ نے ہمارے والد کے ساتھ مثالی زندگی گزاری۔ ہمارے گھر میں بہت پیار اور دوستانہ ماحول تھا۔ ہم سب کے لئے دن رات دعائیں کرتیں۔

ہم ان لوگوں کے شکر گزار ہیں جو آخری وقت میں ہمارا دکھ بانٹنے ہمارے گھر آئے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے والدین کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، ہمیں ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ اور ہم سب بہن بھائیوں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے آمین

☆☆☆☆

باجی مسرت

مکرمہ مسرت صاحبہ نام ہے رنج و مصیبت اور دکھ درد میں خوشیاں بانٹنے والی ایک ایسی شخصیت کا جس پر رنج والم کے پہاڑ ٹوٹے لیکن اس نے ہر ایک مصیبت کا مقابلہ بڑے صبر اور بہادری سے کیا۔

خاندانی رنجشوں کی وجہ سے خاوند سے علیحدگی کے بعد اپنے والد کے پاس رہیں آپ بلا شبہ ایک صابر اور شاکر خاتون تھیں۔ آپ 1959ء میں پیدا ہوئیں اور 4 جون 2016 کو اس فانی جہاں سے رخصت ہوگئیں۔

خدا تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹا عطا فرمایا۔ جس کی تربیت میں انہوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں ایک لمبا عرصہ تک مقامی مجلس کی صدر رہیں۔ آپ کی صدارت سے پہلے لجنہ اتنی فعال نہ تھی۔ بہت تھوڑے عرصہ میں آپ نے اپنی مجلس چک 563 گ ب کی ایک پہچان بنا دی۔ ہر جماعتی کام اور تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں تھیں۔ عہدیداران کا بہت احترام کرتیں۔

آپ بہت اچھی داعی الی اللہ تھیں۔ غریبوں کی بہت ہمدرد تھیں۔ اس بات کا صحیح ادراک ہمیں آپ کی وفات پر ہوا جب بہت سی عورتوں نے آپ کی ہمدردی اور خدمتِ انسانیت کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

میری پیاری امی جان

میری امی جان سکینہ بیگم زوجہ اعظم علی سابق اکاؤنٹنٹ سیکٹیر جامعہ احمدیہ ربوہ 10 نومبر 2013ء کو 59 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔

امی جان سلیقہ شعار صفائی پسند اور نہایت محنتی تھیں۔ ہر قسم کی سلائی کڑھائی اور کروشیے کا کام بہت صفائی سے کرتی تھیں۔ امی جان ہاتھ کے سویٹر اور جرسیاں بناتی تھیں۔ کہیں کوئی نیا ڈیزائن دیکھتیں تو فوراً اس کی کاپی کرتیں۔ ہمیں بہت خوشی سے جماعتی اور دینی کاموں میں ہماری شمولیت سے انہیں بڑی خوشی ہوتی۔ اجلاسوں اور کلاسوں پر ہمیں ضرور بھیجتیں اور خود بھی جاتیں۔

اگر کوئی غیر از جماعت رشتہ دار جماعت کے خلاف کوئی بات کرتا تو برداشت نہ کرتیں۔ دلائل کے ساتھ جواب دیتیں۔ دعوت الی اللہ کے وفد کے ساتھ مختلف دیہات میں جاتیں۔

امی جان کو 23 سال کی عمر سے شوگر ہوگئی تھی۔ آخر میں معدے کا مسئلہ بھی کافی رہا۔ دو دفعہ وینٹی لیٹر پر بھی رہیں۔ ہفتہ میں دو بار گردے واش ہوتے تھے۔ آخر کار 10 نومبر کو گردے واش کروانے کے لئے ہسپتال لے کر گئے مگر دل کی دھڑکنوں نے ساتھ نہ دیا اور اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملیں۔ وہ موصیہ تھیں۔ نئے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک کرے۔ آمین

خدا کرے سجود کا سرور بھی نصیب ہو
خدا کرے کہ لذتِ قیام بھی ہمیں ملے
خدا کی بارگاہ میں ہر ایک شب گداز ہو
حسین صبح، مسکراتی شام بھی ہمیں ملے

دعا کی درخواست کے ساتھ

از طرف صدر و عاملہ مجلس بیت النور، لاہور